Postal Reg.No PB/0... 4/200...

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم وعلٰی عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly BADR Qadian

جلد 53

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

شمارہ 5/6

شرح چندہ
سالانہ 200 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک
10 پونڈ

11/18 ذی الحجہ 1424 ہجری 3/10 تبلیغ 1383 ہش 3/10 فروری 2004ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۷ فروری ۲۰۰۴ء (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ) سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ

کل حضور انور نے مسجد بیت الفتوح میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا احباب جماعت کو خیانت سے بچنے کی طرف توجہ دلائی۔

احباب جماعت پیارے آقا کی صحت و تندرستی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے دعائیں کرتے رہیں۔ اللّٰھم ایّد امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ

پیشگوئی مصلح موعود رضی اللہ عنہ

وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا

وہ دنیا میں آئے گا اور مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا

وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا

سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو ایک اشتہار شائع کیا اور اس میں مصلح موعودؓ کے بارہ میں ایک عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:-

"بالہام اللہ تعالیٰ واعلامہ عزّوجل خدائے رحیم و کریم و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جلّ شانہ وعزّ اسمہ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے، فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ ﷺ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے اس کے ساتھ فضل ہے جو اسکے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم، اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا اور تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند دلبند گرامیٔ ارجمند، مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْآخِرِ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطۂ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وکان امرا مقضیا"

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۱)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

حضرت مصلح موعود اور قدرت رحمت اور قربت کا نشان

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے ایک عظیم نشان رحمت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں خدائے رحیم وکریم بزرگ وبرتر نے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے (جل شانہٗ وعزاسمہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا۔

”میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا سو میں نے تیری تضرعات کو سنا۔ اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی...سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے...وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔

اس عظیم پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عاجزانہ ومتضرعانہ دعاؤں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے قبول کرتے ہوئے اپنی رحمت کا عظیم نشان دنیا میں ظاہر فرمایا۔ اللہ رحمٰن ورحیم نے اپنی مخلوق کی اصلاح وھدایت کیلئے وقتاً فوقتاً اپنی رحمت سے دنیا کو حصہ عطا فرمایا ہے۔ چنانچہ تمام انبیاء اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت سے دنیا میں تشریف لائے اور مخلوق کو اس کے خالق سے ملانے کا کام کرتے رہے۔ اور سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دنیا میں رحمت نازل فرمائی چنانچہ فرمایا وما ارسلنک الا رحمة للعالمین۔ اس کے بعد امت محمدیہ میں ہزاروں بلکہ لاکھوں صلحاء اولیاء کو رحمت کا مورد بنا کر بھیجا اور آپؐ کے ذریعہ سے اپنی رحمت کا ایک نشان حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے وجود باجود میں ظاہر فرمایا۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا وجود اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ومحبت کا پرتو اور عکس ہے۔ آپ نے بچپن سے ہی ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جو واقعی اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نشان تھے۔ آپ کو ہمیشہ اس بات کا احساس وخیال تھا کہ لوگوں کی تربیت واصلاح ہو اور تمام لوگوں کے درمیان سے ظلم ونفرت اور فساد ختم ہو آپس میں پیار محبت اور اتفاق واتحاد کو بڑھاوا ملے۔ چنانچہ آپ نے اس کیلئے اپنی تقریر وتحریر اور عملی نمونہ سے رحیمیت ورحمانیت کو دنیا کے سامنے پیش فرمایا۔

آپ کی رحمت کے حصہ دار نہ صرف مرد ہوئے بلکہ عورتیں بچے جوان بوڑھے بھی ہوئے جماعت احمدیہ میں آپ نے جو مستحکم نظام جاری فرمایا اور جماعتی اور ذیلی تنظیمیں قائم فرمائیں اس کی مثال تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔ دنیا کے سیاسی ومعاشی حالات کیلئے آپ رحمت کا نشان بنے جو غریب وبے کس انسان ظلم وستم کا نشانہ بنے آپ ان کیلئے رحمت باری کا نشان بنے۔

آپ نے متعدد ممالک میں تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دینے کیلئے درجنوں مبلغین تیار کر کے بھجوائے تا کہ اسلام کی حسین تعلیم سے ان کو واقف کرایا جائے اور جہاں جہاں خالق ومخلوق کا رشتہ ٹوٹ چکا ہے اسے دوبارہ قائم کیا جائے اور ان کے سکون قلب اور روحانی سیرابی کے انتظام کئے جائیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی وفات پر غیر مبائعین نے خلافت کی عظیم نعمت کو ختم کر دینے کی ناکام کوشش کی اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت وقدرت سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ذریعہ جماعت احمدیہ میں خلافت کا استحکام ہوا جس کا نتیجہ ہے کہ آج ساری دنیا میں خلافت کے زیر قیادت جماعت دن بدن ترقی کرتی جارہی ہے۔ آپ نے آئندہ خلافت کے قیام اور اس کی حفاظت اور اس چشمہ کے جاری رہنے کیلئے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے وہ ہمیشہ آپ کے نام کو زندہ جاوید رکھیں گے۔

آپ نے دنیا کے تمام اہم اور ضروری مسائل کو اپنی خداداد فراست اور علم وتجربہ سے حل فرمایا اور اس کیلئے ٹھوس اور بنیادی اصول پیش فرمائے جو آپ کی تحریرات کی بدولت ہمیشہ رہنمائی کا باعث بنتے رہیں گے۔ آپ کے مبارک دور میں باوجود نامساعد حالات اور شدید ترین اندرونی وبیرونی مخالفتوں کے جماعت احمدیہ نے ہر میدان میں ترقی حاصل کی کیا بلحاظ جماعت احمدیہ کی مالی قربانیوں اور مختلف مالی تحریکات اور ان کے بجٹ کے کیا بلحاظ تبلیغ واشاعت اور ممالک میں قیام مساجد ومشنوں کے اور اشاعت قرآن مجید وتراجم کے کیا بلحاظ اشاعت لٹریچر واخبارات کے اور کیا بلحاظ جماعت کے مرکزی نظم ونسق کے۔

آپ نے قرب الٰہی کے حصول کیلئے احباب جماعت بالخصوص نوجوانوں کو توجہ دلاتے ہوئے فرمایا۔

دنیا میں بعض چیزیں اصلی اور حقیقی ہوتی ہیں اور بعض صرف تابع اور خادم کی حیثیت رکھتی ہیں اصلی اور حقیقی چیزوں کو اپنے سامنے رکھنا اور تابع حیثیت رکھنے والی چیزوں کو اپنا اصل مقصود قرار نہ دینا ایک مومن کی علامت ہوتی ہے اور وہ ہمیشہ اس اصل کو اپنے سامنے رکھنے کی کوشش کرتا ہے مگر اور لوگ اپنی عملی زندگی میں حقیقی اہمیت رکھنے والی چیزوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور تابع حیثیت رکھنے والی چیزوں کو اختیار کر لیتے ہیں مثلاً ہر شخص اس بات کو جانتا ہے کہ دنیا خدا تعالیٰ نے پیدا کی ہے اب چاہئے تو یہ تھا کہ خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا اپنا اصل مقصد قرار دیتے مگر وہ خدا تعالیٰ سے تو تعلق پیدا نہیں کرتے اور دنیا کے حصول کیلئے جو ایک ثانوی چیز ہے ہر وقت جدوجہد کرتے رہتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اسلئے پیدا نہیں کیا کہ وہ زمین سے سونا نکالے یا زمین سے چاندی نکالے یا زمین سے ہیرے اور جواہرات نکالے اور پھر اس کام میں منہمک ہو جائے بلکہ اسے اس لئے پیدا کیا گیا ہے کہ وہ اپنے خالق ومالک سے تعلق پیدا کرے۔ اور ان تمام چیزوں کو اپنا خادم سمجھے مگر باوجود اس کے کہ دنیا انسان کیلئے خادم کی حیثیت رکھتی ہے اور اصل چیز خدا تعالیٰ کا وجود ہے لوگوں کی یہ حالت ہے کہ وہ اپنی عمر اس کے حصول کیلئے صرف کر دیتے ہیں وہ یہ نہیں جانتے کہ ان کا اس دنیا میں بھیجا جانا کسی خاص مقصد کے ماتحت تھا اور یہ دنیا محض ان کی خدمت کیلئے پیدا کی گئی تھی پھر جس دنیا کے حصول کیلئے وہ رات دن کوشاں رہتے ہیں وہ اپنی ذات میں اتنی بڑی ہے کہ ساری عمر کے تگ ودو کے باوجود بھی انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ اس پر حاوی ہو چکا ہے.....غرض یہ دنیا جو اتنی وسیع ہے ہمیں سوچنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے اس میں انسان کو کیوں پیدا کیا ہے...ایک ہی چیز ہے جو سمجھ آسکتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو اسلئے پیدا کیا ہے تا وہ اس کے جلال اور جمال کو محسوس کرے....انسان کی وجہ پیدائش یہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا کرے.....مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہماری جماعت کے نوجوانوں میں سوچنے کی عادت نہیں اور اگر سوچیں گے تو یہ کہ ان کے پاس کیا کیا ڈگریاں ہونی چاہئیں جن سے وہ دنیا میں ترقی حاصل کر سکیں۔ حالانکہ اصل چیز یہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کریں اور دعائیں کریں باقی سب چیزیں تابع ہیں باپ کے پاس جو کچھ ہوتا ہے وہ بیٹے کا ہوتا ہے اسی طرح جو خدا تعالیٰ کا ہو جاتا ہے ساری کائنات اس کی ہو جاتی ہے.....میں دیکھتا ہوں کہ نوجوانوں کی توجہ نمازوں اور دعاؤں اور ذکر الٰہی کی طرف کم ہے وہ سمجھتے ہیں کہ ان کی دنیاوی کوششیں دعاؤں اور نمازوں اور ذکر الٰہی سے زیادہ قیمتی ہیں ان کے نزدیک دس ہزار روپے کمانا اس سے زیادہ بہتر ہے کہ غریب آدمی رات کے اندھیرے خدا تعالیٰ کے سامنے گر کر دعائیں مانگیں حالانکہ دعا بڑی قیمتی چیز ہے جس کا مقابلہ دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت بھی نہیں کر سکتی.....پس واقعات بتاتے ہیں کہ دنیا کی طاقتیں کچھ چیز نہیں اصل چیز خدا تعالیٰ کی مدد اور نصرت ہے اور اس کی مدد اور نصرت دعاؤں اور ذکر الٰہی سے ہی حاصل کی جاسکتی ہے لیکن افسوس ہے کہ ہماری جماعت کے نوجوانوں کی اس طرف کم توجہ ہے لیکن میں یہ نہیں کہتا کہ تم دنیوی کام چھوڑ دو اور صرف ذکر الٰہی اور دعاؤں میں لگ جاؤ۔ میں کہتا ہوں کہ تم دنیوی کام بے شک کرو لیکن تمہارا اصل مقصد خدا تعالیٰ کی ذات ہونی چاہئے اور دعائیں اور ذکر الٰہی تمہارا اصل کام ہونا چاہئے جو شخص دعائیں کرتا اور ذکر الٰہی سے کام لیتا ہے اس کی قوت عملیہ میں اضافہ ہو جاتا ہے اور وہ دوسروں سے زیادہ کام کرتا ہے۔ دنیا میں بعض ایسے کمانڈر بھی گزرے ہیں جنہوں نے لیٹ کر کمانیں کی ہیں اور اپنے دشمن پر غالب ہوئے ہیں گو ان کے ہاتھ پاؤں نہیں ہلتے تھے مگر قوت عملیہ ان کے اندر موجود تھی اور کامیابی کیلئے ایسی قوت کی موجودگی ضروری ہوتی ہے یہ مت خیال کرو کہ جو شخص ذکر الٰہی اور دعاؤں کا عادی ہوتا ہے وہ دنیاوی کاموں میں سست ہو جاتا ہے وہ سست نہیں ہوتا بلکہ دوسروں سے زیادہ چست ہوتا ہے اور اس کی طاقت بڑھ جاتی ہے کیونکہ آسمانی انوار سے اس کی تائید ہو رہی ہوتی ہے.....پس حقیقت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے انوار اسی شخص کو ملتے ہیں جو خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتا ہے پس میں نوجوانوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ روحانیت کی طرف توجہ کریں اور سمجھ لیں کہ اس وقت تک کوئی حقیقی ترقی نہیں ہو سکتی جب تک انسان خدا تعالیٰ کا نہ ہو جائے تم خدا تعالیٰ کا مقرب بننے کی کوشش کرو تا وہ تمہارا ہو جائے۔ جب وہ تمہارا ہو جائے گا تو پھر کوئی چیز تمہاری ترقی کے رستہ میں روک نہیں بن سکے گی۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲/اکتوبر ۱۹۵۱ء)

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے بن سکیں وما توفیقنا الا باللہ العظیم۔

(قریشی محمد فضل اللہ)

خطبہ جمعہ

تنگی ترشی کے حالات بھی ہوں تو خدا سے شکوہ نہیں کرنا، خدا کا فضل مانگنا ہے اور راضی برضا رہنا ہے۔

سگریٹ پینے والے کو چاہئے کہ وہ اس کے مضر اثرات کی وجہ سے سگریٹ نوشی ترک کردے۔

(شرائط بیعت حضرت مسیح موعودؑ پر عمل پیرا ہونے کے بعد عظیم روحانی تبدیلیوں کا روح پرور بیان)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۰/اکتوبر ۲۰۰۳ء بمطابق ۱۰/اخاء ۱۳۸۲ ہجری شمسی بمقام ''مسجد بیت الفتوح'' مورڈن۔ لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے۔

اشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له واشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ ملك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

گزشتہ جمعہ سے پہلے جمعہ کے خطبے میں مَیں یہ بیان کر رہا تھا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں ان دس شرائط بیعت پر عمل پیرا ہونے کا عہد کرتے ہوئے شامل ہونے کے بعد احمدیوں میں کیا تبدیلیاں پیدا ہوئیں۔ کچھ واقعات پیش کئے تھے اب اسی مضمون کو مزید آگے بڑھاتا ہوں۔

پانچویں شرط میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے یہ عہد لیا تھا کہ تم پر تنگی، ترشی، بلا، مصیبت، ذلت ورسوائی کے جیسے مرضی حالات ہو جائیں کبھی بھی اللہ تعالیٰ سے شکوہ نہیں کرنا۔ ہاں اس کے فضل مانگتے رہنا ہے لیکن یہ وعدہ کرتے ہوئے کہ اس کی رضا پر ہمیشہ راضی رہوں گا۔ تو اس کے چند عملی نمونے مَیں پیش کرتا ہوں۔

سب سے پہلے تو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا نمونہ ہے۔ اگست ۱۹۰۵ء کو آپ کے صاحبزادے عبدالقیوم چند دن خسرہ میں مبتلا رہنے کے بعد وفات پا گئے۔ اور اس وقت ان کی عمر قریباً دو سال تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے جو نمونہ دکھایا وہ یہ ہے کہ آپؓ نے سنت نبوی کی متابعت میں پہلے بچے کو بوسہ دیا اس پر آپ کی آنکھیں پرنم ہو گئیں اور فرمایا: ''مَیں نے بچہ کا منہ اس واسطے نہیں کھولا تھا کہ مجھے کچھ گھبراہٹ تھی بلکہ اس واسطے کہ آنحضرت ﷺ کا بیٹا ابراہیم جب فوت ہوا تھا تو آنحضرتؐ نے اس کا مونہہ چوما تھا اور آپ کے آنسو بہہ نکلے اور آپ نے اللہ تعالیٰ کی مدح کی اور فرمایا کہ جدائی تو تھوڑی دیر کے لئے بھی پسند نہیں ہوتی مگر ہم خدا کے فضلوں پر راضی ہیں۔ اسی سنت کو پورا کرنے کے واسطے مَیں نے بھی اس کا منہ کھولا اور چوما۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے اور خوشی کا مقام ہے کہ کسی سنت کے پورا کرنے کا موقع عطا ہوا''۔

یہ تو خیر اس شخص کا عمل ہے جس کے بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ ۔

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز اُمت نورِ دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نور یقیں بودے

کہ کیا ہی اچھا ہو اگر قوم کا ہر فرد نورِ دین بن جائے مگر یہ تو تب ہی ہو سکتا ہے جب ہر دل یقین کے نور سے پُر ہو۔

پھر ایک مثال ہے مکرم حضرت چوہدری نصر اللہ خان صاحبؓ کی۔ چوہدری ظفر اللہ خان صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ''ہمارے ایک بھائی عزیزم چوہدری شکر اللہ خان صاحبؓ مرحوم سے چھوٹے عزیزم چوہدری عبداللہ خان صاحبؓ (مرحوم) سے بڑے تھے جن کا نام حمید اللہ خان تھا۔ وہ آٹھ نو سال کی عمر میں چند دن بیمار رہ کر فوت ہو گئے۔ ان کی وفات فجر کے وقت ہوئی۔ والد صاحب تمام رات ان کی تیمارداری میں مصروف رہے تھے۔ ان کی وفات کے بعد ان کی تجہیز و تکفین، جنازہ اور دفن سے فارغ ہو کر عدالت کھلنے پر حسب دستور عدالت میں اپنے کام پر حاضر ہو گئے۔ نہ موکلوں میں سے کسی کو احساس ہوا، اور نہ افسر عدالت یا آپ کے ہم پیشہ اصحاب میں سے کسی کو اطلاع ہوئی کہ آپ اپنے ایک لخت جگر کو سپرد خاک کر کے اپنے مولا کی رضا پر راضی اور شاکر اپنے فرض کی ادائیگی کے لئے حسب معمول کمربستہ حاضر ہو گئے ہیں۔

(اصحاب احمد جلد ۱۱ صفحہ ۱۶۶،۱۶۵)

حضرت قاضی ضیاء الدین صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں کہ: ''اہلیہ اور تین بچوں کی وفات ادھر مخالفوں نے اور بھی شور مچا دیا تھا۔ آبروریزی اور طرح طرح کے مالی نقصانوں کی کوشش میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ غریب خانہ میں نقب زنی کا معاملہ بھی ہوا۔ اب تمام مصیبتوں میں یکجائی طور پر غور کرنے سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ عاجز راقم کس قدر بلیہ دل دوز سینہ سوز میں مبتلا رہا اور یہ سب الٰہی آفات و مصائب کا ظہور ہوا جس کی حضورؑ نے پہلے سے ہی مجمل طور پر خبر کر دی تھی۔ اسی اثناء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے از راہ نوازش تعزیت کے طور پر ایک تسلی دہندہ چٹھی بھیجی۔ وہ بھی ایک پیشگوئی پر مشتمل تھی جو پوری ہوئی اور ہو رہی ہے۔ لکھا تھا کہ واقع میں آپ کو سخت ابتلا پیش آیا۔ یہ سنت اللہ ہے تا کہ وہ اپنے مستقیم الحال بندوں کی استقامت لوگوں پر ظاہر کرے اور تا کہ صبر کرنے سے بڑے بڑے اجر بخشے۔ خدا تعالیٰ ان تمام مصیبتوں سے مخلصی عنایت کر دے گا۔ دشمن ذلیل و خوار ہوں گے جیسا کہ صحابہؓ کے زمانہ میں ہوا کہ خدا تعالیٰ نے ان کی ڈوبتی کشتی کو تھام لیا۔ ایسا ہی اس جگہ ہوگا۔ ان کی بددعائیں آخر ان پر پڑیں گی۔ سو بارے الحمدللہ کہ حضورؑ کی دعا سے ایسا ہی ہوا۔ عاجز ہر حال میں استقامت و صبر میں بڑھتا گیا۔

(اصحاب احمد جلد ۶ صفحہ ۱۲۔۱۳)

حضرت مولوی برہان الدین صاحب رضی اللہ عنہ کا نمونہ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ابتداء میں جب سیالکوٹ تشریف لے گئے تو حضور لیکچر دینے کے لئے ایک جگہ سے دوسری جگہ تشریف لے جا رہے تھے اور دیگر احباب بھی حضور کے ہمراہ تھے۔ گلی سے گزرتے ہوئے کسی نے از راہ شرارت کوٹھے پر سے راکھ کی ٹوکری پھینک دی۔ حضور تو خدا کے فضل سے بچ گئے کیونکہ آپ گزر چکے تھے۔ ٹوکری کی راکھ والد صاحب کے سر پر پڑی۔ (یہ ان کے بیٹے بیان کر رہے ہیں)۔ بس پھر کیا تھا بوڑھا آدمی، سفید ریش، لوگوں کے لئے تماشا بن گیا۔ چونکہ آپ کو حضرت صاحب سے والہانہ اور عاشقانہ محبت تھی۔ بس پھر کیا تھا اسی جگہ کھڑے ہو گئے اور ایک حالت وجد طاری ہو گئی اور نہایت بشاشت سے کہنا شروع کیا: ''پا مائیے پا، پا مائیے پا''۔ یعنی مائی یہاں ڈالو یہاں۔ فرماتے تھے شکر ہے خدا کا کہ حضرت صاحب کے طفیل یہ انعام حاصل ہوا۔

اسی طرح ایک اور واقعہ ہے۔ حضرت صاحب جب سیالکوٹ سے واپس آئے تو خدام آپ کو گاڑی پر چڑھانے کے بعد واپس گھروں کو جا رہے تھے تو یہ کسی وجہ سے اکیلے پیچھے رہ گئے۔ تو مخالفوں نے پکڑ لیا اور نہایت ذلت آمیز سلوک کیا۔ یہاں تک کہ منہ میں گوبر ڈالا۔ مگر والد صاحب اسی ذلت میں عزت اور اسی دکھ میں راحت محسوس کرتے تھے۔ اور بار بار کہتے تھے ''برہانیا، ایہہ نعمتاں کیتھوں''۔ یعنی اے برہان الدین! یہ نعمتیں کہاں میسر آسکتی ہیں۔ یعنی دین کی خاطر کب کوئی کسی کو دکھ دیتا ہے۔ یہ تو خوش قسمتی ہے۔

(ماہنامہ انصار اللہ ربوہ، ستمبر ۱۹۷۴ء صفحہ ۱۴۔۱۵)

حضرت مولوی برہان الدین صاحب رضی اللہ عنہ کے بارہ میں حضرت مولوی عبدالمغنی صاحب (یعنی آپ کے بیٹے) تحریر فرماتے ہیں کہ: 'احمدیت قبول کرنے کے بعد مالی حالت کا یہ حال تھا کہ مہینوں اس ارزانی کے زمانہ میں ہم گھر والوں نے کبھی گھی کی شکل نہیں دیکھی تھی۔ ایندھن خریدنے کی بجائے شیشم کے خشک پتے جلایا کرتے تھے۔ مگر خشک پتوں سے ہانڈی نہیں پکتی۔ اس لئے پہلے دال کو کڑاہی میں بھون لیا کرتے تھے۔ اس کے بعد اسے پیس لیتے تھے۔ اب ہانڈی میں پانی، نمک، مرچ ڈال کر نیچے پتے جلانے شروع کرتے۔ جب پانی جوش کھاتا تو وہ بھنی اور پسی ہوئی دال ڈال دیتے۔ یہ ہماری ترکاری ہوتی جس سے روٹی کھاتے'۔

'عام طور پر جوار، باجرہ اور گیہوں کی روٹی کبھی کبھار۔ بجائے گھی کے تلوں کا تیل استعمال ہوتا

تھا۔ساگ کی بجائے درختوں کی کونپلیں ساگ کے طور پر پکا کر کھاتے تھے۔لباس پرانے زمانہ کے زمینداروں کا تھا نہ کہ مولویوں کا'۔ کہتے ہیں کہ 'دراصل والد صاحب کو حضرت صاحب سے مل کر ایک عشق اور محبت، شوق اور جوش پیدا ہو گیا تھا اور اس عشق و محبت اور وارفتگی کی وجہ سے آپ کو اپنے آرام و آسائش اور خوراک کی قطعاً پرواہ نہ تھی۔بس ایک ہی دھن تھی کہ جو عشق کی آگ ان کے اندر تھی وہی عشق الٰہی ،محبت رسول اور حضرت صاحب کا عشق لوگوں کے دلوں میں لگا دوں۔اور بس ہر وقت یہی خیال، یہی جذبہ، یہی عشق، یہی غم اور یہی فکر کہ کس طرح احمدیت پھیل سکتی ہے۔کھانے کی نہ پینے کی نہ پہننے کی پرواہ۔جس طرح مَیں نے اور میری والدہ نے ان حالات میں وقت گزارا ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔باوجود اس قدر تنگ دستی اور ناداری کے خودداری اور صبر اور استقلال کی ایک مضبوط چٹان تھے۔اور دین کے معاملہ میں ایسے غیور کہ کوئی لالچ اور کسی قسم کا دوستانہ اور رشتہ دارانہ تعلق درمیان میں حائل نہیں ہو سکا، الحمدللہ ثم الحمدللہ۔اور ہماری بھی ایسے ماحول میں پرورش ہوئی کہ دنیا اور مافیہا ہماری نظروں میں ہیچ۔اس استغناء کو دیکھ کر آخر لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ مرزا صاحب مولوی صاحب کو تنخواہ دیتے ہیں۔

(ماہنامہ انصاراللہ ربوہ، ستمبر ۱۹۷۶ء صفحہ ۱۱۔۱۲)

حضرت ام المومنینؓ کا بے مثال صبر کا نمونہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے آخری لحات کے وقت حضرت ام المومنینؓ نے بجائے دنیادار عورتوں کی طرح رونے چیخنے اور بے صبری کے کلمات منہ سے نکالنے کے صرف اللہ تعالیٰ کے حضور گر کے سجدہ میں نہایت عجز و انکسار کے ساتھ دعائیں مانگنے کا پاک نمونہ دکھایا۔جب اخیر میں یٰس پڑھی گئی اور حضورؑ کی روح مقدس قفس عنصری سے پرواز کر کے اپنے محبوب حقیقی کے حضور حاضر ہو گئی تو حضرت ام المومنینؓ نے فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اور بس خاموش ہو گئیں کسی قسم کا جزع فزع نہیں کیا۔اندر بعض مستورات نے رونا شروع کیا آپ نے ان عورتوں کو بڑے زور سے جھڑک دیا اور کہا میرے تو خاوند تھے میں نہیں روتی تم رونے والی کون ہو۔یہ صبر و استقلال کا نمونہ ایک ایسی پاک عورت سے جو ناز و نعمت میں پلی ہو اور جس کا ایسا روحانی بادشاہ اور ناز اٹھانے والا مقدس خاوند انتقال کر جائے، ایک زبردست اعجاز تھا۔(تاریخ احمدیت جلد ۲ صفحہ ۵۴۷)

پھر بچوں کو بھی یہی نصیحت کی کہ یہ نہ سمجھنا کہ تمہارا باپ تمہارے لئے کچھ نہیں چھوڑ کر گیا بلکہ دعاؤں کا ایک بڑا عظیم خزانہ چھوڑ کر گئے ہیں جو وقت پر تمہارے کام آتا رہے گا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام چاہتے تھے کہ آپ کی جماعت میں شامل ہونے والا ہر شخص قرآن کریم کے حکموں پر عمل کرنے والا ہو اور کم از کم عمل کرنے کی کوشش کرنے والا ہو، اس کو ماننے والا ہو۔ اگر ایک حکم کو بھی نہیں مانتا تو فرمایا کہ اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔آپ چاہتے تھے کہ آپ کے ماننے والے دنیا کی رسموں سے بالا ہو کر دنیا کے لالچوں اور فضول رسموں سے بچنے والے ہوں۔اور انہی اعمال کو بجا لانے کی کوشش کرنے والے ہوں جن کا خدا اور اس کے رسول ﷺ نے حکم دیا ہے۔اور خدا کے رسول نے وہی حکم دیا ہے جو خدا کا قرآن میں حکم ہے۔تبھی تو جب کسی نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا تھا کہ ہمیں آنحضرت ﷺ کے خُلق کے بارہ میں بتائیں تو آپؓ نے فرمایا کیا قرآن نہیں پڑھتے۔جو قرآن میں خُلق بیان ہوئے ہیں وہی آنحضرت ﷺ کے خُلق تھے۔اس لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ مَیں تو اپنے آقا اور مطاع کی پیروی کرتا ہوں اور قرآن کے ہر حکم کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہوں۔تم بھی اگر ایسی اتباع کرنے کی کوشش کرو گے تو میری جماعت میں شمار ہو گے اور بیعت کرنے کے بعد پھر اس کے نمونے بھی جماعت نے دکھائے۔

سب سے پہلے ایک خاتون کا نمونہ یہاں پیش کرتا ہوں۔یہ حضرت چوہدری ظفراللہ خان صاحبؓ کی والدہ تھیں۔ان کے بھانجے چوہدری بشیر احمد صاحب بیان کرتے ہیں۔انہوں نے چوہدری صاحب کو بیان کیا، چوہدری صاحب نے یہ لکھا ہے یہاں کہ والدہ صاحبہ کو بدعات رسوم سے کس قدر نفرت تھی اس کا اندازہ اس طرح ہوتا ہے۔وہ کہتے ہیں کہ میری شادی کا موقعہ تھا (چوہدری بشیر صاحب کی)۔نکاح کے بعد مجھے زنانہ میں بلایا گیا۔مَیں نے دیکھا کہ جیسے دیہات میں رواج ہے دو نشستوں کا ایک دوسرے کے مقابل انتظام کیا گیا ہے اور مجھ سے توقع کی جا رہی ہے کہ مَیں ایک نشست پر بیٹھ جاؤں اور دوسری پر دلہن کو بٹھا دیا جائے۔اور بعض رسوم ادا کی جائیں جنہیں پنجابی میں بیڑ وگھوڑی کھیلنا کہتے ہیں۔ مَیں دل میں گھبرایا۔لیکن پھر مَیں نے خیال کیا کہ اس وقت عورتوں کے ساتھ بحث اور ضد مناسب نہیں اور مَیں اس نشست پر جو میرے لئے تجویز کی گئی تھی بیٹھ گیا اور ان اشیاء کی طرف جو اس رسم کے لئے مہیا کی گئی تھیں ہاتھ بڑھایا۔اتنے میں ممانی صاحبہ (یعنی چوہدری صاحب کی والدہ نے) میرا ہاتھ کلائی سے مضبوط پکڑ کر پیچھے ہٹا دیا اور کہا: نہ بیٹا یہ شرک کی باتیں ہیں۔اس سے مجھے بھی حوصلہ ہو گیا، مَیں نے ان اشیاء کو اپنے ہاتھ کے ساتھ بکھیر دیا اور کھڑے ہو کر کہہ دیا کہ مَیں ان رسوم میں شامل نہیں ہوں گا اور اس طرح میری مخلصی ہوئی۔

آج بھی عورتوں کو ان باتوں کا خیال رکھنا چاہئے۔صرف اپنے علاقہ کی یا ملک کی رسموں کے پیچھے نہ چل پڑیں۔بلکہ جہاں بھی ایسی رسمیں دیکھیں جن سے ہلکا سا بھی شائبہ شرک کا ہوتا ہو ان سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔اللہ کرے تمام احمدی خواتین اسی جذبہ کے ساتھ اپنی اور اپنی نسلوں کی تربیت کرنے والی ہوں۔ ہمارے ملکوں میں، پاکستان اور ہندوستان وغیرہ میں مسلمانوں میں بھی یہ رواج ہے کہ لڑکیوں کو پوری جائداد نہیں دیتے۔ پوری کیا، دیتے ہی نہیں۔ خاص طور پر دیہاتی لوگوں میں، زمینداروں میں۔اس کا ایک نمونہ ہے، چوہدری نصراللہ خان صاحب کا۔ چوہدری صاحب لکھتے ہیں کہ ہماری ہمشیرہ صاحبہ مرحومہ کو اس زمانہ کے رواج کے مطابق والد صاحب نے ان کی شادی کے موقع پر بہت سارا جہیز دیا اور پھر آپ نے یہ وصیت بھی کر دی کہ آپ کا ورثہ شریعت محمدی کے مطابق تقسیم بھی ہو گا، لڑکوں میں بھی اور لڑکیوں میں بھی۔ چنانچہ اس کے مطابق ان کی وفات کے بعد ان کی بیٹی کو بھی شریعت کے مطابق حصہ دیا گیا۔

ایک واقعہ ہے: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ۱۸۹۲ء میں جالندھر تشریف لے گئے تھے۔حضور کی رہائش بالائی منزل پر تھی۔کسی خادمہ نے گھر میں حقہ رکھا اور چلی گئی اسی دوران حقہ گر پڑا اور بعض چیزیں آگ سے جل گئیں۔حضور نے اس بات پر حقہ پینے والوں سے ناراضگی اور حقہ سے نفرت کا اظہار فرمایا۔یہ خبر نیچے احمدیوں تک پہنچی جن میں سے کئی حقہ پیتے تھے اور ان کے حقے بھی مکان میں موجود تھے۔انہیں جب حضور کی ناراضگی کا علم ہوا تو سب حقہ والوں نے اپنے حقے توڑ دیئے اور حقہ پینا ترک کر دیا۔جب عام جماعت کو بھی معلوم ہوا کہ حضور حقہ کو ناپسند فرماتے ہیں تو بہت سے باہمت احمدیوں نے حقہ ترک کر دیا۔(اصحاب احمد جلد ۱۰ صفحہ ۱۵۷ ایکے از ۳۱۳)

مرزا احمد بیگ صاحب ساہیوال بھی روایت کرتے ہیں کہ حضرت مصلح موعود نے ایک دفعہ میرے ماموں مرزا غلام اللہ صاحب سے فرمایا کہ مرزا صاحب دوستوں کو حقہ چھوڑنے کی تلقین کیا کریں۔ماموں صاحب خود حقہ پیتے تھے انہوں نے حضور سے عرض کیا بہت اچھا حضور۔گھر آ کر اپنا حقہ جو دیوار کے ساتھ کھڑا تھا اسے توڑ دیا۔ممانی جان نے سمجھا کہ آج شاید حقہ دھوپ میں پڑا رہا ہے اس لئے یہ فعل ناراضگی کا نتیجہ ہے لیکن جب ماموں نے کسی کو کچھ بھی نہ کہا تو ممانی صاحبہ نے پوچھا آج حقے پہ کیا ناراضگی آ گئی تھی؟ فرمایا مجھے حضرت صاحب نے حقہ پینے سے لوگوں کو منع کرنے کی تلقین کرنے کے لئے ارشاد فرمایا ہے اور میں خود حقہ پیتا ہوں اس لئے پہلے اپنے حقہ کو توڑا ہے۔چنانچہ ماموں صاحب نے مرتے دم تک حقے کو ہاتھ نہ لگایا اور دوسروں کو بھی حقہ چھوڑنے کی تلقین کرتے رہے۔

(سوانح فضل عمر جلد ۲ صفحہ ۳۴)

آج کل یہی برائی ہے حقہ والی جو سگریٹ کی صورت میں رائج ہے۔تو جو سگریٹ پینے والے ہیں ان کو کوشش کرنی چاہئے کہ سگریٹ چھوڑیں۔ کیونکہ چھوٹی عمر میں خاص طور پر سگریٹ کی بیماری جو ہے وہ آگے سگریٹ کی کئی قسمیں نکل آئی ہوئی ہیں جن میں نشہ آور چیزیں ملا کر پیا جاتا ہے۔تو وہ نوجوانوں کی زندگی برباد کرنے کی طرف ایک قدم ہے جو دجال کا پھیلایا ہوا ہے اور بدقسمتی سے مسلمان ممالک بھی اس میں شامل ہیں۔ بہرحال ہمارے نوجوانوں کو چاہئے کہ کوشش کریں کہ سگریٹ نوشی کو ترک کریں۔

حضرت منشی برکت علی خاں صاحب صحابی حضرت اقدس شملہ میں ملازم تھے۔احمدی ہونے سے پہلے انہوں نے ایک لاٹری ڈالی ہوئی تھی وہ لاٹری نکلی تو ساڑھے سات ہزار کی رقم ان کے حصے میں آئی۔(اس زمانہ میں)۔انہوں نے حضور سے پوچھا تو حضور نے اسے جؤا قرار دیا اور فرمایا اپنی ذات میں ایک پیسہ بھی خرچ نہ کریں۔حضرت منشی صاحب نے وہ ساری رقم غرباء اور مساکین میں تقسیم کر دی۔

(اصحاب احمد جلد ۳ ص ۳۴)

تو یہی آج کل یہاں یورپ میں رواج ہے، مغرب میں رواج ہے لاٹری کا کہ جو لوگ لاٹری ڈالتے ہیں اور ان کی رقمیں نکلتی ہیں وہ قطعاً ان کے لئے جائز نہیں بلکہ حرام ہیں۔اسی طرح جس طرح جوئے

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
(امانت داری عزت ہے)
منجانب
رکن جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AutoTraders
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان 248-5222,248-1652,243-0794
رہائش: 237-0471,237-8468

کی رقم حرام ہے۔ اول تو لینی نہیں چاہئے اور اگر غلطی سے نکل بھی آئی ہے تو پھر اپنے پر استعمال نہیں ہو سکتی۔

ایک واقعہ یہیں آپ کے ملک انگلستان کا محترم بشیر آرچرڈ صاحب کا ہے جنہوں نے احمدیت قبول کرنے کے بعد اپنے اندر جو تبدیلیاں پیدا کیں اور اس کے بعد اپنی زندگی وقف کی۔ ۱۹۴۴ء میں احمدی ہوئے تھے اور قادیان میں کچھ عرصہ دینی تعلیم حاصل کی اور جیسا کہ مَیں نے کہا ہے اپنی زندگی وقف کردی۔ اور اس کے بعد ان کی زندگی میں ایک عظیم انقلاب برپا ہوا۔ عبادات الٰہی اور دعاؤں میں بے انتہا شغف پیدا ہو گیا۔ ان کے قادیان کے پہلے دورہ کا سب سے پہلا ثمرہ ترک شراب نوشی تھا۔ شراب بہت پیا کرتے تھے۔ فوری طور پر انہوں نے پہلے شراب ترک کی۔ انہوں نے جوئے اور شراب نوشی سے توبہ کرلی اور اور ان دونوں چیزوں سے ہمیشہ کے لئے کنارہ کشی اختیار کی، ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیا۔

(الفضل ۱۰/جنوری ۱۹۷۸ء، عظیم زندگی صفحہ ۸۔۹)

اس زمانہ میں بھی، آج کل بھی چند سال پہلے بعض احمدی یہاں بھی، جرمنی وغیرہ میں بھی اور دوسرے ملکوں میں بھی ایسے کاروبار جن میں ریسٹورانٹ میں، ہوٹلوں میں جہاں شراب کا کاروبار ہوتا تھا۔ حدیث کے مطابق شراب کشید کرنے والا، شراب پلانے والا، شراب بیچنے والا، رکھنے والا، ہر قسم کے لوگوں کو کہا گیا کہ یہ جہنمی ہیں اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اعلان فرمایا تھا کہ جو بھی احمدی اس کاروبار میں ملوث ہیں ان کو فوری طور پر یہ کاروبار ترک کر دینا چاہئے ورنہ ان کے خلاف سخت نوٹس لیا جائے گا۔ تو خود ہی حضور ؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی بھاری تعداد نے اس کاروبار کو ترک کر دیا۔ اور بعضوں کو تو خدا تعالیٰ نے فوراً بہت بہتر کاروبار عطا کئے اور بعضوں کو ابتلاء میں بھی ڈالا۔ اور وہ لمبے عرصہ تک کاروبار سے محروم رہے۔ لیکن وہ پختگی کے ساتھ اپنے فیصلے پر قائم رہے اور پھر انہوں نے اس گندے کاروبار میں ہاتھ ڈالنے کی کوشش نہیں کی۔

امرتسر کے ایک غیر از جماعت میاں محمد اسلم صاحب مارچ ۱۹۱۳ء میں قادیان تشریف لائے تھے۔ وہ حضرت خلیفۃ اول ؓ کے بارہ میں لکھتے ہیں کہ: ''مولوی نورالدین صاحب نے جو بوجہ مرزا صاحب کے خلیفہ ہونے کے اس وقت احمدی جماعت کے مسلمہ پیشوا ہیں۔ جہاں تک مَیں نے دو دن ان کی مجالس وعظ و درس قرآن شریف میں رہ کر ان کے کام کے متعلق غور کیا ہے مجھے وہ نہایت پاکیزہ اور محض خالصتاً للہ کے اصول پر نظر آیا۔ کیونکہ مولوی صاحب کا طرز عمل قطعاً ریاء و منافقت سے پاک ہے اور ان کے آئینۂ دل میں صداقت اسلام کا ایک زبردست جوش ہے جو معرفت توحید کے شفاف چشمے کی وضع میں قرآن مجید کی آیتوں کی تفسیر کے ذریعے ہر وقت ان کے بے ریاء سینے سے ابل ابل کر تشنگان معرفت توحید کو فیضیاب کر رہا ہے۔ اگر حقیقی اسلام قرآن مجید ہے تو قرآن مجید کی صادقانہ محبت جیسی کہ مولوی صاحب موصوف میں مَیں نے دیکھی ہے اور کسی شخص میں نہیں دیکھی۔ یہ نہیں کہ تقلیداً ایسا کرنے پر مجبور ہیں۔ نہیں بلکہ وہ ایک زبردست فیلسوف انسان ہے اور نہایت ہی زبردست فلسفیانہ تنقید کے ذریعہ قرآن مجید کی محبت میں گرفتار ہو گیا ہے۔ کیونکہ جس قسم کی زبردست فلسفیانہ تفسیر قرآن مجید کی مَیں نے ان کے درس قرآن مجید کے موقعہ پر سنی ہے غالباً دنیا میں چند آدمی ایسا کرنے کی اہلیت اس وقت رکھتے ہوں گے''۔

(بدر ۱۳/مارچ ۱۹۱۳ء۔ حیات نور صفحہ ۲۱۱۔۲۱۲)

پھر ایک وصیت ہے جو حضرت ڈاکٹر عبدالستار شاہ صاحب ؓ نے اپنی اولاد کو کی۔ فرمایا: قرآن شریف کو اپنا دستور العمل بناؤ اور اتباع سنت کی پیروی اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ترقی اور اشاعت اسلام میں ہمہ تن مصروف رہو اور اپنی آئندہ نسلوں کو بھی انہی امور کی پابندی کے لئے تیار رکھو۔ (سیرت سیّد عبدالستار شاہ صاحب صفحہ ۱۱۳)۔ یہ نصیحت تو ہر احمدی کو ہر وقت پیش نظر رکھنی چاہئے۔

حضرت مرزا عبدالحق صاحب لکھتے ہیں حضرت ملک مولا بخش صاحب رضی اللہ عنہ کے بارہ میں کہ: آپ ؓ کو قرآن کریم سے خاص عشق تھا۔ قرآنی معارف وحقائق سننے کے لئے باوجود بیماری اور کمزوری کے تعہد کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ کئی ماہ تک موسم سرما میں صبح کی نماز محلّہ دارالفضل سے آ کر دارالرحمت میں اس لئے ادا کرتے رہے کہ مکرم مولانا غلام رسول صاحب راجیکی ؓ اس مسجد میں درس قرآن دیا کرتے تھے۔ اور وہ ان کے حقائق و معارف سے مستفیض ہوں۔ اور پھر رمضان المبارک میں جو درس مسجد اقصیٰ میں ہوتا اس میں بھی التزام کے ساتھ شریک ہوتے اور قرآن کریم کو کثرت سے پڑھتے اور غور سے پڑھتے جہاں خود فائدہ اٹھاتے وہاں دوسروں کو بھی شامل کرتے۔ عمر کے آخری حصہ میں کہتے ہیں دن میں کئی کئی بار جب بھی دیکھو قرآن شریف پڑھ رہے ہوتے تھے۔ اور کاپی اور قلم پاس رکھتے۔ جب کسی آیت کی لطیف تفسیر سمجھ میں آتی اس کو نوٹ کرتے اور بعد میں اپنے گھر والوں کو بھی سناتے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ اس وقت جب وہ گھر والوں کو سنا رہے ہوتے تو ان کے چہرے سے یوں معلوم ہوتا کہ آپ کی دلی خواہش ہے کہ آپ کی اولاد قرآن کریم کی عاشق ہو۔

(اصحاب احمد جلد ۱ صفحہ ۱۲۴۔۱۲۵)

گیمبیا کے ایک عیسائی نوجوان نے احمدیت قبول کی تو ماں نے اس کی شدید مخالفت شروع کردی۔ پہلے تو وہ برداشت کرتا رہا مگر جب اس کی ماں نے قرآن کریم کی توہین شروع کی تو گھر چھوڑ کر نکل گیا اور دوبارہ اس گھر میں نہیں گیا۔ (ضمیمہ ماہنامہ انصار اللہ ستمبر ۱۹۸۷ء صفحہ ۲)

تو اس زمانہ میں بھی افریقہ کے دور دراز ملکوں میں بھی یہ معجزے رونما ہو رہے ہیں۔

اسلام میں چار شادیوں تک کی اجازت ہے جس کو بعض لوگ حکم بنا لیتے ہیں، بہر حال اجازت ہے۔ تو افریقہ میں رواج ہے کہ جتنا بڑا کوئی آدمی ہو، یا پیسے والا ہو یا چیف ہو تو بعض دفعہ بعض قبائل میں چار سے زیادہ نو دس تک شادیاں کر لیتے ہیں۔ سیرالیون کے علی روجرز صاحب نے جب احمدیت قبول کی تھی تو اس وقت وہ جوان تھے اور ان کی بارہ بیویاں تھیں۔ جماعت کے مربی مولانا نذیر احمد صاحب علی نے انہیں فرمایا کہ اب آپ احمدی ہو چکے ہیں اس لئے قرآنی تعلیم کے مطابق چار بیویاں رکھ سکتے ہیں۔ باقی کو بہر حال طلاق اور نان نفقہ دے کر رخصت کریں۔ انہوں نے نہ صرف اس ہدایت پر فوراً عمل کیا بلکہ ان کے کہنے پر جو پہلی چار بیویاں تھیں وہ اپنے پاس رکھیں اور نو جوان بیویوں کو رخصت کر دیا۔ تو یہ تبدیلی ایک انقلاب ہے۔

پھر ہمارے ایک مربی تھے یونس خالد صاحب وہ لکھتے ہیں کہ: وی دی کاہلو صاحب بذریعہ کشف احمدیت ہوئے تھے۔ مولانا محمد صدیق امرتسری صاحب کے زمانے میں۔ پھر بعد میں وہ جماعت احمدیہ سیرالیون کے امیر بھی رہے۔ احمدی ہونے سے پہلے بالکل آزاد ماحول تھا۔ اور ان کا ماحول تو اس حد تک آزاد تھا کہ ان کا پیشہ بھی، ویسے بھی وہ ڈانسر تھے۔ لیکن بیعت کے فوراً بعد اپنے اندر تبدیلی پیدا کی۔ تقویٰ وطہارت عبادت، خدا خوفی اور دیانت میں ایک مقام بنا لیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑی ترقیات سے نوازا۔ اور آپ علاقہ کے پیراماؤنٹ چیف بھی تھے۔ جس علاقہ کے پیراماؤنٹ چیف تھے وہاں ہیروں کی بہت بڑی کانیں تھیں۔ آپ صاحب اختیار تھے۔ کیونکہ ان علاقوں میں چیف کافی اختیار والے ہوتے ہیں۔ آپ اگر چاہتے تو لاکھوں کروڑوں روپیہ کا فائدہ اٹھا سکتے تھے لیکن احمدیت کی حسین اور پاکیزہ تعلیم کی وجہ سے یہ دولت اپنے اوپر حرام سمجھی اور سادہ اور درویشانہ زندگی گزارتے رہے۔ اور اونچی سطح میں بھی مشہور تھا کہ مسٹر وی دی کاہلو ایک انتہائی دیانتدار پیراماؤنٹ چیف ہیں۔ نہ خود رشوت لیتا ہے اور نہ ہی عملہ کو لینے دیتا ہے۔ تو کہتے ہیں کہ جب آپ بیمار ہوئے۔ ایک دن مَیں ان کی عیادت کے لئے گیا تو مجھے بلا کر کہتے ہیں کہ یونس! میری آنکھوں کے سامنے ہر وقت سبز رنگ کا کلمہ طیبہ لکھا ہوتا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ مَیں نے انہیں کہا کہ چیف آپ کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت ہے اور عشق ہے۔ یہ اس کا نتیجہ ہے۔ تو کہتے ہیں کہ مَیں دو ماہ تک جاتا رہا اور وہ یہی کہتے رہے کہ کلمہ طیبہ سبز رنگ کی روشنی سے ہمیشہ لکھا ہوا نظر آتا ہے۔

پھر جب آپ ہسپتال میں داخل ہوئے تو نزع کی حالت طاری ہوئی تو ایک احمدی دوست مسٹر کوجی نے ان کا بازو پکڑ کر کہا کہ چیف پڑھو 'لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'۔ آپ نے 'لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ' پڑھا۔ پھر مسٹر کوجی نے کہا 'مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه' آپ نے 'مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه' پڑھا اور پڑھتے ہی سر جھک گیا۔

ساتویں شرط یہ بھی تھی کہ عاجزی اور خوش خلقی اور مسکینی وغیرہ کی طرف توجہ رہے گی۔ تو انبیاء کو تو زیادہ تر وہی لوگ مانتے ہیں جو غریب مزاج اور مالی لحاظ سے کم وسعت والے بھی ہوں لیکن قربانیوں میں امراء سے زیادہ حوصلہ کے ساتھ اپنا مال خرچ کرنے والے ہوتے ہیں بلکہ جان کی قربانی بھی دینی پڑے تو دریغ نہیں کرتے اور کبھی بھی بڑائی بیان کرنے والے یا تکبر ونخوت کا اظہار کرنے والے نہیں ہوتے بلکہ ہر چھوٹے بڑے کے سامنے انتہائی عاجزی اور انکساری کے ساتھ رہتے ہیں اور انکساری اور عاجزی کے بڑے اعلیٰ معیار قائم کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور الٰہی جماعتوں کی ترقی کا راز اسی میں ہے کہ جتنے زیادہ سے زیادہ عاجز مسکین لوگ جو فروتنی اور عاجزی کے اعلیٰ نمونے دکھانے والے ہوں وہ نظر آئیں اتنی

تبلیغ دین ونشر ہدایت کے کام پر ☆ مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

JANIC EXIMP

Manufacturers & Exporters of all kinds of Fashion Leather Products & General order Suppliers & Importers

Off : 16D, Topsia 2nd Lane
Mullapara, Near Star Club
Calcutta-700039

Ph. 3440150
Tle. Fax : 3440150
Pagar No. : 9610-606266

زیادہ ترقی کی رفتار بھی تیز ہوتی ہے اور نبی کو ماننے والے بھی ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جیسا کہ پہلے مَیں نے کہا۔ تو انبیاء کی نظر جب ایسے دلوں پر پڑتی ہے تو انہیں مزید جلا بخشتی ہے، انہیں مزید چمکا دیتی ہے۔ اور وہ جو عاجزی دکھانے والے لوگ ہوتے ہیں ان کو اگر دوسروں کی خاطر اچھی جگہ چھوڑ کر اگر جوتیوں میں بھی بیٹھنا پڑے تو وہ بیٹھنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ لیکن مامورِ زمانہ کی نظر اتنی قیافہ شناس ہوتی ہے کہ ایسے لوگوں کو پہچان لیتی ہے اور پھر اس عاجزی کا بدلہ دینے کے لئے اور اپنی جماعت کو سمجھانے کے لئے کہ میری جماعت میں عاجز اور مسکین کا مقام ہی سب سے اعلیٰ ہے۔ عاجز انسانوں کو وہاں سے اٹھا کر اپنے پاس بٹھا لیتے ہیں اور کھانے کے وقت بلا کر اپنے ساتھ اپنی پلیٹ میں کھانا کھلاتے ہیں۔ تو یہ قدر بھی انبیاء ان کی اس لئے کرتے ہیں کہ اس عاجزی کی وجہ سے ایسے لوگ دین کو جلد قبول کرتے ہیں اور دینی تعلیمات پہ مکمل طور پر عمل پیرا ہونے والے ہوتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ غریب لوگ تکبر نہیں کرتے اور پوری تواضع کے ساتھ حق کو قبول کرتے ہیں۔ فرمایا: مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ دولت مندوں میں ایسے لوگ بہت کم ہیں جو اس سعادت کا عشر عشیر بھی حاصل کر سکیں جس کو غریب لوگ کامل طور پر حاصل کر لیتے ہیں۔ اس لئے آپ نے فرمایا تھا کہ جماعت میں شامل ہونے کے لئے عاجزی شرط ہے۔ تاکہ دین کو صحیح طور پر سمجھ سکو اور اس پر عمل کر سکو۔ اب یہ تبدیلیاں کس طرح ہوئیں اس کے چند نمونے مَیں پیش کرتا ہوں۔

حضرت سید محمد سرور شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جید عالم ہونے کے ساتھ ساتھ ایک آسودہ حال خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ اور اس کے باوجود آپ کی پاکیزگی، انکسار اور سادگی قابل مثالی تھی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دامن سے وابستہ ہو کر اور حضور کی غلامی کا جوا گردن میں ڈال کر آپ نے دنیا طلبی کی خواہش ہی دل سے نکال دی۔ مدرسہ احمدیہ کی ملازمت کا سارا عرصہ ایک مختصر سے مکان میں گزار دیا جو دراصل ایک چپڑاسی کے بھی لائق نہ تھا۔ جب حضور کے در کی غلامی کی خاطر دنیا بھر کو چھوڑ دیا تو دنیوی چیزوں کی راحت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(اصحاب احمد جلد پنجم حصہ سوم صفحہ ۹)

پھر یہاں دوبارہ مثال ہے مولوی برہان الدین صاحب کی، عاجزی کے بارہ میں۔ ایک دفعہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو خدا جانے کہاں خیال پہنچا کہ رونا ہی شروع کر دیا۔ حضور نے بہت پیار سے پوچھا کہ مولوی صاحب خیر تو ہے؟ عرض کیا حضور پہلے میں کوٹھی بنا، پھر بولی بنا، پھر غزنی بنا، اب مرزائی بنا ہوں۔ رونا تو اس بات کا ہے کہ عمر اخیر ہو گئی اور مَیں جھڈو کا جھڈو ہی رہ گیا۔ یعنی پہلے مَیں نے کوٹھے والے پیر صاحب کی قدم بوسی حاصل کی۔ اس کے بعد باؤلی صاحب والے بزرگ کی خدمت میں رہا۔ اس کے بعد مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کی خدمت میں پہنچا۔ اب مَیں حضور کی خدمت میں آ گیا ہوں۔ رونا تو اس بات کا ہے کہ مَیں وہی نالائق کا نالائق ہی رہا۔ (یہ عاجزی تھی ان کی)۔

اس پر حضور نے مولوی صاحب کو بہت محبت پیار کیا۔ اور تسلی دی۔ فرمایا: مولوی صاحب! گھبرائیں نہیں۔ جہاں آپ نے پہنچنا تھا وہاں آپ پہنچ گئے۔ اب گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے تب جا کر سکون اور قرار ہوا۔ (ماہنامہ انصار اللہ ربوہ ستمبر ۱۹۷۷ء صفحہ ۱۴)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں کہ:

”حبی فی اللہ سید فضل شاہ صاحب لاہوری اصل سکنہ ریاست جموں نہایت صاف باطن اور محبت اور اخلاص سے بھرے ہوئے اور کامل اعتقاد کے نور سے منور ہیں اور مال و جان سے حاضر ہیں اور ادب اور حسن ظن جو اس راہ میں ضروریات سے ہے ایک عجیب انکسار کے ساتھ ان میں پایا جاتا ہے وہ تہ دل سے سچی اور پاک اور کامل ارادت اس عاجز سے رکھتے ہیں اور للّٰہی تعلق اور حُب میں اعلیٰ درجہ انہیں حاصل ہے اور یکرنگی اور وفاداری کی صفت ان میں صاف طور پر نمایاں ہے اور اُن کے برادر حقیقی ناصر شاہ بھی اس عاجز سے تعلق بیعت رکھتے ہیں اور ان کے ماموں منشی کرم الٰہی صاحب بھی اس عاجز کے یکرنگ دوست ہیں۔ (ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۳۲)

KASHMIR JEWELLERS
کشمیر جیولرز
Mfrs & Suppliers of:
GOLD & DIAMOND JEWELLERY
چاندی و سونے کی انگوٹھیاں
خاص احمدی احباب کیلئے
الیس اللہ بکاف عبدہ
Main Bazar Qadian (Pb.)
Ph. (S) 01872-21672 (R) 20260 Fax. 20063
E-mail. kashmirsona@yahoo.com

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”حبی فی اللہ منشی رستم علی ڈپٹی انسپکٹر پولیس ریلوے۔ (ہمارے ملکوں میں پولیس کا محکمہ بہت بدنام ہے۔ اس لحاظ سے اگر اس پس منظر میں دیکھیں تو پھر سمجھ آتی ہے)۔ کہ یہ ایک جوان صالح اخلاص سے بھرا ہوا میرے اول درجہ کے دوستوں میں سے ہے۔ ان کے چہرے پر ہی علامات غربت و بے نفسی و اخلاص ظاہر ہیں۔ کسی ابتلاء کے وقت مَیں نے اس دوست کو متزلزل نہیں پایا۔ اور جس روز سے ارادت کے ساتھ انہوں نے میری طرف رجوع کیا اس ارادت میں قبض اور افسردگی نہیں بلکہ روز افزوں ہے“۔ یعنی ترقی کی طرف ہی بڑھ رہے ہیں۔ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۳۶)

پھر اس میں تھا کہ ’تکبر سے پرہیز کریں گے‘۔ اس بارہ میں سید محمد سرور شاہ صاحبؓ کی مثال دیتا ہوں۔

”باوجود علم و فضل میں بہت بلند مقام رکھنے کے اس زمانہ کے دیگر نام نہاد علماء کے برعکس آپ کی طبیعت میں سادگی اور تواضع اس قدر تھی کہ اگر کسی وقت چھوٹے بچے نے بھی آپ سے بات کرنا چاہی تو بلا جھجک آپ سے ہمکلام ہو سکتا تھا۔ آپ بڑی محبت سے اس کی بات سنتے اور تسلی بخش طریق پر اس کے سوال کا جواب دیتے۔ تو مولوی محمد حفیظ بقاپوری اپنے بچپن کا واقعہ سناتے ہیں کہ اس عاجز کے کسی قریبی رشتہ دار کے ہاں بچہ پیدا ہوا۔ خط کے ذریعہ ایسی اطلاع ملنے پر مَیں نے حضرت مولوی صاحبؓ سے نومولود کا نام تجویز کرانے کا ارادہ کیا۔ آپ شاید مسجد اقصیٰ میں درس دینے کے لئے جا رہے تھے یا واپس تشریف لا رہے تھے۔ مَیں آگے بڑھا۔ اس عاجز کو اپنی طرف آتا دیکھ کر رک گئے۔ بڑی محبت سے التفات فرمایا اور میری درخواست پر نومولود کا نام تجویز فرما کر اس کے حق میں دعا فرمائی۔

(اصحاب احمد جلد پنجم حصہ سوم صفحہ ۳۵)

پھر اس بارہ میں حضرت مولوی برہان الدین صاحب کا ایک واقعہ ذکر کرتا ہوں۔ پہلے بھی مثالوں سے ظاہر ہو گیا ہے آپ میں نام و نمود اور ریا جبر ظاہرداری وغیرہ کچھ بھی نہیں تھا۔ پھر علمی گھمنڈ اور تکبر بھی ہرگز نہیں تھا باوجودیکہ بڑے عالم آدمی تھے۔ دورانِ قیام قادیان جب بھی کوئی کہتا ’مولوی صاحب‘ تو فوراً روک دیتے کہ مجھے مولوی مت کہو۔ مَیں نے تو ابھی مرزا صاحب سے ابجد شروع کی ہے۔ یعنی الف ب پڑھنی شروع کی ہے۔ (ماہنامہ انصاراللہ ربوہ ستمبر ۱۹۷۷ء صفحہ ۱۲)

پھر فروتنی اور عاجزی کا ایک اور نمونہ جو سب نمونوں سے بڑھ کر ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت صاحبزادہ سیّد عبداللطیف صاحب شہید کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ: بے نفسی اور انکسار میں اس مرتبہ تک پہنچ گئے تھے کہ جب تک انسان فنافی اللہ نہ ہو یہ مرتبہ نہیں پا سکتا۔ ہر ایک شخص کسی قدر شہرت اور علم سے محجوب ہو جاتا ہے۔ اور اپنے تئیں کچھ سمجھنے لگتا ہے اور وہی علم اور شہرت حق طلبی سے اس کو مانع ہو جاتی ہے۔ (یعنی حق کو پہچاننے میں روک بنتی ہے)۔ مگر یہ شخص ایسا بے نفس تھا کہ باوجودیکہ ایک مجموعہ فضائل کا جامع تھا مگر تب بھی کسی حقیقت حقہ کے قبول کرنے میں اس کو اپنی علمی اور عملی اور خاندانی وجاہت مانع نہیں ہو سکتی تھی۔ اور آخر سچائی پر اپنی جان قربان کی اور ہماری جماعت کے لئے ایک ایسا نمونہ چھوڑ گیا جس کی پابندی اصل منشاء خدا کا ہے۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۷)

پھر دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے لئے آٹھویں شرط میں یہ ہے کہ اپنی جان، مال، عزت ہر چیز کو قربان کرے گا۔ اور جماعت احمدیہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے نظارے ہمیں نظر آتے رہتے ہیں۔ مائیں اپنے بچے پیش کرتی ہیں، باپ سنت ابراہیمی پر عمل کرتے ہوئے اپنے بچوں کی انگلی پکڑ کر لا رہے ہوتے ہیں کہ یہ اب جماعت کا ہے اور جہاں چاہے جماعت اس کی قربانی لے لے۔ بچے اپنے آپ کو قربانی کے لئے پیش کر رہے ہوتے ہیں کہ ہم بھی حضرت اسماعیل کی طرح اپنی جان کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔ اور یہ نظارے پہلے بھی تھے اور اب بھی قائم ہیں اس کی ایک مثال دیتا ہوں۔

۱۹۲۳ء میں ہندوؤں نے شدھی تحریک شروع کی تو اس کے خلاف احمدیہ جماعت کی کوششوں میں بچے بھی بڑوں سے پیچھے نہیں رہے۔ پانچ سالہ بچے بھی ملکانہ کے علاقوں میں جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ ایک بارہ سالہ بچے نے اپنے والد کو لکھا کہ دین حق کی خدمت کرنا بڑوں کا ہی نہیں ہمارا بھی فرض ہے۔ اس لئے جب آپ دعوت الی اللہ کے لئے جائیں تو مجھے بھی لے چلیں اور اگر آپ نہ جائیں تو مجھے ضرور بھیج دیں۔ (تاریخ احمدیت جلد نمبر ۵ صفحہ ۳۳۶)

تو یہ باتیں جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا کوئی پرانے قصے ہی نہیں اب بھی یہ نظارے نظر آتے ہیں اور آج بھی واقفین نو بچے جب مجھے ملنے آتے ہیں اس ماحول میں بھی جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ بڑے ہو

کر کیا کرنا ہے، کیا بننا ہے۔ یہی جواب ان کا ہوتا ہے کہ جو آپ کہیں گے ہم وہی بننے کی کوشش کریں گے۔ اور جماعت بتائے کہ ہم نے کیا کرنا ہے۔ یہ جذبہ ہے احمدی بچے کا۔ اور جب تک یہ جذبہ قائم رہے گا اور انشاء اللہ قیامت تک یہ جذبہ قائم رہے گا، تو جماعت کا کوئی بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اب میرے ساتھ بہت سی وہ جماعت ہے جنہوں نے خود دین کو دنیا پر مقدم رکھ کر اپنے تئیں درویش بنا دیا ہے اور اپنے ہم وطنوں سے ہجرت کر کے اور اپنے قدیم دوستوں اور اقارب سے علیحدہ ہو کر ہمیشہ کے لئے میری ہمسائیگی میں آکر آباد ہوئے ہیں۔"

(اصحاب احمد جلد پنجم حصہ سوم صفحہ ۱۳۰)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "جبی فی اللہ مولوی حکیم نور دین صاحب بھیروی۔۔۔۔۔ان کے مال سے جس قدر مجھے مدد پہنچی ہے میں کوئی ایسی نظیر نہیں دیکھتا جو اس کے مقابل پر بیان کرسکوں۔ میں نے ان کو طبعی طور پر اور نہایت انشراح صدر سے دینی خدمتوں میں جان نثار پایا ہے۔ اگرچہ ان کی روزمرہ زندگی اسی راہ میں وقف ہے کہ وہ ہر یک پہلو سے اسلام اور مسلمانوں کے سچے خادم ہیں مگر اس سلسلہ کے ناصرین میں سے وہ اوّل درجہ کے نکلے۔"

(ازالہ اوہام ، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۲۰)

پھر حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کے بارہ میں فرماتے ہیں: "ان کی عمر ایک معصومیت کے رنگ میں گزری تھی اور دنیا کے عیش کا کوئی حصہ انہوں نے نہیں لیا تھا۔ نوکری بھی انہوں نے اسی واسطے چھوڑی تھی اس میں دین کی ہتک ہوتی ہے۔ پچھلے دنوں میں ان کو ایک نوکری دوسو روپے ماہوار کی ملتی تھی مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ خاکساری کے ساتھ انہوں نے اپنی زندگی گزار دی۔ صرف عربی کتابوں کے دیکھنے کا شوق رکھتے تھے۔ اسلام پر جو اندرونی بیرونی حملے پڑتے تھے ان کے اندفاع میں عمر بسر کر دی۔ باوجود اس قدر بیماری اور ضعف کے ہمیشہ ان کی قلم چلتی رہتی تھی۔

(سیرت حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ صفحہ ۱۰۸)

حضرت نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ اپنے بھائی کو ایک خط میں لکھتے ہیں کہ: "جن امور کے لئے میں نے قادیان میں سکونت اختیار کی میں نہایت صفائی سے ظاہر کرتا ہوں کہ مجھ کو حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود کی بیعت کئے ہوئے بارہ سال ہو گئے اور میں اپنی شومئی طالع سے گیارہ سال گھر میں ہی رہتا تھا اور قادیان سے مجبور تھا صرف چند دنوں گاہ گاہ یہاں آتا رہا اور دنیا کے دھندوں میں پھنس کر بہت سی اپنی عمر ضائع کی۔ آخر جب سوچا تو معلوم کیا کہ عمر تو ہوا کی طرح اڑ گئی اور ہم نے نہ کچھ دین کا بنایا اور نہ دنیا کا۔

یہاں میں چھ ماہ کے ارادہ سے آیا تھا (یعنی قادیان) مگر یہاں آکر میں نے اپنے تمام معاملات پر غور کیا تو آخر یہی دل نے فتویٰ دیا کہ دنیا کے کام دین کے پیچھے لگ کر تو بن جاتے ہیں مگر جب دنیا کے پیچھے انسان لگتا ہے تو دنیا بھی ہاتھ نہیں آتی اور دین بھی برباد ہو جاتا ہے اور میں نے خوب غور کیا تو میں نے دیکھا کہ گیارہ سال میں نہ میں نے کچھ بنایا اور نہ میرے بھائی صاحبان نے کچھ بنایا۔ اور دن بدن ہم باوجود اس مایوسانہ حالت کے دین بھی برباد کر رہے ہیں۔ آخر یہ سمجھ کر کہ کار دنیا کسے تمام نہ کرد، کوٹلہ کو الوداع کہا اور میں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ میں ہجرت کرلوں۔ سو الحمدللہ میں بڑی خوشی سے اس بات کو ظاہر کرتا ہوں کہ میں نے کوٹلہ سے ہجرت کر لی ہے اور شرعاً مہاجر پھر اپنے وطن میں واپس اپنے ارادہ سے نہیں آسکتا۔ یعنی اس کو گھر نہیں بنا سکتا۔ ویسے مسافرانہ وہ آئے تو آئے۔ پس اس حالت میں میرا آنا محال ہے۔ میں بڑی خوشی اور عمدہ حالت میں ہوں۔ ہم جس شمع کے پروانے ہیں اس سے الگ کس طرح ہو سکتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔

میرے پیارے بزرگ بھائی میں یہاں خدا کے لئے آیا ہوں اور میری دوستی اور محبت بھی خدا ہی کے لئے ہے۔ میں کوٹلہ سے الگ ہوں۔ مگر کوٹلہ کی حالت زار سے مجھ کو سخت رنج ہوتا ہے۔ خداوند تعالیٰ آپ کو ہماری ساری برادری اور تمام کوٹلہ والوں کو سمجھ عطا فرمائے کہ آپ سب صاحب اسلام کے پورے خادم بن جائیں اور ہم سب کا مرنا اور جینا محض اللہ ہی کے لئے ہو۔ ہم خداوند تعالیٰ کے پورے فرمانبردار مسلم بن جائیں۔۔۔۔۔۔ ہماری شرائط بیعت میں ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کریں اور اپنی مہربان گورنمنٹ کے شکرگزار ہوں، اس کی پوری اطاعت کریں۔ یہی چیز مجھ کو یہاں رکھ رہی ہے کہ جوں جوں مجھ میں ایمان بڑھتا جاتا ہے اسی قدر دنیا ہیچ معلوم ہوتی جاتی ہے اور دین مقدم ہوتا جاتا ہے۔ خداوند تعالیٰ اور انسان کے احسان کے شکر کا احساس بھی بڑھتا جاتا ہے اسی طرح گورنمنٹ عالیہ کی فرمانبرداری اور شکرگزاری دل میں پوری طرح سے گھر کرتی جاتی ہے۔ (اصحاب احمد جلد ۲ صفحہ ۱۲۶ تا ۱۲۹)

پھر حکیم فضل دین صاحب کا نمونہ ہمدردی اسلام کے بارہ میں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جبی فی اللہ حکیم فضل دین صاحب بھیروی۔ حکیم صاحب اخویم مولوی حکیم نور دین صاحب کے دوستوں میں سے اور ان کے رنگ اخلاق سے رنگین اور بہت بااخلاص آدمی ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ ان کو اللہ اور رسول سے سچی محبت ہے اور اسی وجہ سے وہ اس عاجز کو خادم دین دیکھ کر حُبّ للّٰہ کی شرط کو بجا لا رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ انہیں دین اسلام کی حقانیت کے پھیلانے میں اُسی عشق کا وافر حصہ ملا ہے جو تقسیم ازلی سے میرے پیارے بھائی مولوی حکیم نور دین صاحب کو دیا گیا ہے۔ وہ اس سلسلہ کے دینی اخراجات کو بنظر غور دیکھ کر ہمیشہ اس فکر میں رہتے ہیں کہ چندہ کی صورت پر کوئی ان کو احسن انتظام ہو جائے۔"

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۲۲)

جب ۱۹۲۳ء میں کارزار شدھی گرم کیا گیا تو احمدی "مربیان" کا یہ حال تھا کہ وہ تیز چلچلاتی دھوپ میں کئی کئی میل روزانہ پیدل سفر کرتے۔ بعض اوقات کھانا تو کیا پانی بھی نہیں ملتا تھا۔ اکثر اوقات کچا پکا باسی کھانا کھاتے یا بھنے ہوئے چنے کھا لیتے اور پانی پی کر گزارہ کرتے۔ بعض اوقات ستو رکھے ہوئے ہوتے تھے۔ اور انہیں پر گزارہ کرتے۔ صوفی عبدالقدیر صاحب کہتے ہیں کہ سولہ میل روزانہ کی اوسط سے چالیس دیہاتوں کے مابین سفر کرتے رہے۔ (تاریخ احمدیت جلد نمبر ۴ ص ۳۵۴)

امریکہ میں ایک صاحب احمدی ہوئے جو بہت بڑے موسیقار تھے اور اپنے وقت میں اس تیزی کے ساتھ میوزک میں ترقی کر رہے تھے کہ بہت جلد انہوں نے امریکہ کی سطح پر شہرت حاصل کر لی اور ان کے متعلق ماہرین کا خیال تھا کہ یہ ایسے عظیم الشان میوزیشن بنیں گے کہ گویا ان کو یاد کیا جائے گا کہ اپنے زمانے کے بہت بڑے میوزیشن تھے۔ احمدی ہوئے تو نہ میوزک کی پرواہ کی۔ نہ میوزک کے ذریعے آنے والی دولت کی طرف لالچ کی نظر سے دیکھا سب کچھ یک قلم منقطع کر دیا اور اب وہ درویشانہ زندگی گزارتے ہیں اور باقاعدگی کے ساتھ نماز تہجد ادا کرتے ہیں۔ آنحضرت کا نام لیتے ہی ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ (ماہنامہ خالد۔ جنوری ۱۹۸۸ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل فرماتے ہیں اپنی خلافت سے پہلے کا واقعہ لکھتے ہیں کہ: "میں یہاں کس لئے آیا ہوں۔ دیکھو بھیرہ میں میرا پختہ مکان ہے اور یہاں میں نے کچے مکان بنوائے اور ہر طرح کی آسائش مجھے یہاں سے زیادہ وہاں مل سکتی تھی مگر میں نے دیکھا کہ میں بیمار ہوں اور بہت بیمار ہوں، محتاج ہوں اور بہت محتاج ہوں، لاچار ہوں اور بہت لاچار ہوں۔ پس میں اپنے ان دکھوں کے دور کرنے کے لئے یہاں آیا ہوں۔ اگر کوئی شخص قادیان اس لئے آتا ہے کہ وہ میرا نمونہ دیکھے یا یہاں آکر یا کچھ عرصہ رہ کر یہاں کے لوگوں کی شکایتیں کرے تو یہ اس کی نظر دھوکہ کھاتی ہے کہ وہ بیماروں کو تندرست خیال کر کے ان کا امتحان لیتا ہے۔ یہاں کی دوستی اور تعلقات، یہاں کا آنا اور یہاں سے جانا اور یہاں کی بود و باش سب کچھ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے ماتحت ہونی چاہئے۔ ورنہ اگر روٹیوں اور چارپائیوں وغیرہ کے لئے آتے ہو تو بازار میں سے اکثر کے گھر میں ایسی روٹیاں وغیرہ موجود ہیں پھر یہاں آنے کی ضرورت کیا ہے؟ تم اس اقرار کے قائل اسی وقت ہو سکتے ہو جب تمہارے سب کام خدا کے لئے ہوں"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲/جنوری ۱۹۰۴)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کے بارہ میں کہ:

"اس بزرگ مرحوم میں نہایت قابل رشک یہ صفت تھی کہ درحقیقت وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتا تھا۔ اور درحقیقت ان راستبازوں میں سے تھا جو خدا سے ڈر کر اپنے تقویٰ اور اطاعت الٰہی کو انتہا تک پہنچاتے ہیں۔ اور خدا کے خوش کرنے کے لئے اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے اپنی جان اور عزت اور مال کو ایک ناکارہ خس و خاشاک کی طرح اپنے ہاتھ سے چھوڑ دینے کو تیار ہوتے ہیں۔ اس کی ایمانی قوت اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ اگر میں اس کو ایک بڑے سے بڑے پہاڑ سے تشبیہ دوں تو میں ڈرتا ہوں کہ میری تشبیہ ناقص نہ ہو۔ اکثر لوگ باوجود...... بیعت کے اور باوجود میرے دعوے کی تصدیق کے پھر بھی دنیا کو دین پر مقدم رکھنے کے زہریلے تخم سے بکلی نجات نہیں پاتے بلکہ کچھ ملونی ان میں باقی رہ جاتی ہے اور ایک پوشیدہ بخل خواہ وہ جان کے متعلق ہو خواہ آبرو کے متعلق اور خواہ مال کے اور خواہ اخلاقی حالتوں کے متعلق ان کے ناکمل نفسوں میں پایا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے ان کی نسبت ہمیشہ میری یہ حالت رہتی ہے کہ میں ہمیشہ کسی خدمت دینی کے پیش کرنے کے وقت ڈرتا رہتا ہوں کہ ان کو ابتلا پیش نہ آوے۔ اور اس خدمت کو اپنے پر ایک بوجھ سمجھ کر اپنی بیعت کو الوداع نہ کہہ دیں۔ لیکن میں کن الفاظ سے اس بزرگ مرحوم کی تعریف کروں جس نے اپنے مال اور آبرو اور جان کو میری پیروی میں یوں پھینک دیا کہ جس طرح کوئی ردّی چیز پھینک دی

جاتی ہے۔ اکثر لوگوں کو مَیں دیکھتا ہوں کہ ان کا اوّل اور آخر برابر نہیں ہوتا اور ادنیٰ سی ٹھوکر یا شیطانی وسوسہ یا بدصحبت سے وہ گر جاتے ہیں۔ مگر اس جوانمرد مرحوم کی استقامت کی تفصیل مَیں کن الفاظ میں بیان کروں کہ وہ نور یقین میں دم بدم ترقی کرتا گیا"۔ (تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۱۰)

پھر آپ نے فرمایا: "شہید مرحوم نے مر کر میری جماعت کو ایک نمونہ دیا ہے اور در حقیقت میری جماعت ایک بڑے نمونہ کی محتاج تھی۔ اب تک ان میں ایسے بھی پائے جاتے ہیں کہ جو شخص ان میں سے ادنیٰ خدمت بجالاتا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ اس نے بڑا کام کیا ہے۔ اور قریب ہے کہ وہ میرے پر احسان رکھے۔ حالانکہ خدا کا اس پر احسان ہے کہ اس خدمت کے لئے اس نے اس کو توفیق دی۔ بعض ایسے ہیں کہ پورے زور اور پورے صدق سے اس طرف نہیں آئے۔ اور جس قوت ایمان اور انتہا درجہ کے صدق وصفا کا وہ دعویٰ کرتے ہیں آخر تک اس پر قائم نہیں رہ سکتے۔ اور دنیا کی محبت کے لئے دین کو کھو دیتے ہیں اور کسی ادنیٰ امتحان کی بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ خدا کے سلسلے میں بھی داخل ہو کر ان کی دنیاداری کم نہیں ہوتی۔ لیکن خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ایسے بھی ہیں کہ وہ سچے دل سے ایمان لائے اور سچے دل سے اس طرف کو اختیار کیا۔ اور اس راہ کے لئے ہر ایک دکھ اٹھانے کے لئے طیار ہیں۔ لیکن جس نمونہ کو اس جواں مرد نے ظاہر کر دیا۔ اب تک وہ قوتیں اس جماعت کی مخفی ہیں۔ خدا سب کو وہ ایمان سکھاوے اور وہ استقامت بخشے جس کا اس شہید مرحوم نے نمونہ پیش کیا ہے۔ یہ دنیوی زندگی جو شیطانی حملوں کیساتھ ملی ہوئی ہے کامل انسان بننے سے روکتی ہے۔ اور اس سلسلہ میں بہتیرے داخل ہوں گے مگر افسوس کہ تھوڑے ہیں کہ یہ نمونہ دکھائیں گے۔ (تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۵۷۔۵۸)

پھر آپ فرماتے ہیں:-

"شاہزادہ عبداللطیف کے لئے جو شہادت مقدر تھی وہ ہو چکی اب ظالم کا پاداش باقی ہے۔ ﴿اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰي﴾ (سورۃ طٰہٰ:۷۵) افسوس کہ یہ امیر زیر آیت ﴿مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا﴾ (النساء: ۹۴) داخل ہو گیا۔ اور ایک ذرہ خدا تعالیٰ کا خوف نہ کیا۔ اور مومن بھی ایسا مومن کہ اگر کابل کی تمام سرزمین میں اُس کی نظیر تلاش کی جائے تو تلاش کرنا لاحاصل ہے۔ ایسے لوگ اکسیر احمر کے حکم میں ہیں۔ جو صدق دل سے ایمان اور حق کے لئے جان بھی فدا کرتے ہیں۔ اور زن وفرزند کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے۔ اے عبداللطیف تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تو نے میری زندگی میں ہی اپنے صدق کا نمونہ دکھایا۔ اور جو لوگ میری جماعت میں سے میری موت کے بعد رہیں گے۔ مَیں نہیں جانتا کہ وہ کیا کام کریں گے۔" (تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد نمبر ۲۰ صفحہ ۱۰)

پھر فرماتے ہیں: "جب میں اس استقامت اور جانفشانی کو دیکھتا ہوں جو صاحبزادہ مولوی محمد عبداللطیف مرحوم سے ظہور میں آئی تو مجھے اپنی جماعت کی نسبت بہت امید بڑھ جاتی ہے کیونکہ جس خدا نے بعض افراد اس جماعت کو یہ توفیق دی کہ نہ صرف مال بلکہ جان بھی اس راہ میں قربان کر گئے اس خدا کا صریح یہ منشاء معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت سے ایسے افراد اس جماعت میں پیدا کرے جو صاحبزادہ مولوی عبداللطیف کی روح رکھتے ہوں اور ان کی روحانیت کا ایک نیا پودا ہوں۔"

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ مطبوعہ لندن صفحہ ۷۵)

آج سے ٹھیک سو سال پہلے حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کو شہید کیا گیا تھا۔

اے مسیح آخرالزمان! آپ کو مبارک ہو کہ آپ کی پیاری جماعت نے آپ کی اپنی جماعت سے امیدوں کو پورا کیا۔ آپ کو جو امیدیں اپنی جماعت سے تھیں ان کو پورا کیا۔ اور مال، وقت اور جان کی قربانی میں کبھی پیچھے نہیں ہٹے۔ اور اس کے نظارے ہمیں آج بھی نظر آ رہے ہیں۔ آپ کے بعد بھی جماعت میں ایسے لوگ پیدا ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فکر تھی کہ پتہ نہیں میرے بعد کیا ہو۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ کے بعد بھی ایسے لوگ پیدا ہوئے اور ہو رہے ہیں جنہوں نے دنیاوی لالچوں کی پروا نہیں کی اور اپنی جانیں بھی قربان کرنے سے دریغ نہیں کیا۔ باپ نے بیٹے کو اپنے سامنے شہید ہوتے دیکھا اور بیٹے نے باپ کو اپنے سامنے شہید ہوتے دیکھا لیکن پائے ثبات میں لغزش نہیں آئی۔ اور پھر خود بھی جان قربان کر دی۔

اے مسیح پاک آپ کو مبارک ہو کہ آپ کی نسل میں سے بھی، آپ کے خون میں بھی جان کی قربانی دیتے ہوئے جماعت کو بہت بڑے فتنہ سے بچا لیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب شہداء کے درجات کو بلند کرتا چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی توفیق دے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں اور ہر قربانی کے لئے ہر وقت تیار ہوں اور اپنی نسلوں میں بھی یہ جذبہ زندہ رکھیں، اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیں یہ توفیق دیتا رہے۔

❀❀❀❀ ❀❀❀ ❀❀❀❀

بقیہ صفحہ: 9

اور قربانی کے اونٹ جنہیں ہم نے تمہارے لئے شعائر اللہ میں شامل کر دیا ہے ان میں تمہارے لئے بھلائی ہے پس ان پر قطار میں کھڑا کر کے اللہ کا نام پڑھو پس جب ذبح کرنے کے بعد ان کے پہلو زمین سے لگ جائیں تو ان میں سے کھاؤ اور قناعت کرنیوالوں کو بھی کھلاؤ اور سوال کرنے والوں کو بھی اسی طرح ہم نے انہیں تمہاری خدمت پر لگا رکھا ہے تاکہ تم شکر کرو۔

ہرگز اللہ تک نہ ان کے گوشت پہنچیں گے اور نہ ان کے خون لیکن تمہارا تقویٰ اس تک پہنچے گا۔ اسی طرح اس نے انہیں تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے تاکہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو اس بنا پر کہ جو اس نے تمہیں ہدایت عطا کی اور احسان کرنے والوں کو خوشخبری دے دے۔

پھر فرمایا:

ان آیات میں ہمیں یہ مضمون سمجھایا گیا ہے کہ قربانی کا مطلب صرف یہ نہیں کہ تم دوسروں کی قربانی دو بلکہ یہ قربانی تمہیں یہ بتانے کیلئے ہے کہ ہر ادنیٰ چیز اعلیٰ چیز کے مقابل پر قربان کی جاتی ہے اس اعتبار سے تمہیں بھی مالک کے حضور میں قربانی کیلئے تیار رہنا چاہئے۔ تب سمجھا جا سکتا ہے کہ تم نے قربانی کی حقیقت کو جان لیا ہے۔ فرمایا الٰھکم اللہ واحد تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے جس طرح جانور تمہارے لئے قربانی پیش کرتے ہوئے اپنی گردن جھکا دیتے ہیں تم بھی اللہ کے احکامات کو بجالانے کیلئے ہر قسم کی قربانی کیلئے تیار رہو۔ اللہ کو تمہارے تقویٰ کی ضرورت ہے تم ہر وقت اس بات کیلئے کوشاں رہو کہ کس طرح اللہ کے احکامات بجالاؤ گے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے بصیرت افروز خطبہ عید الاضحیہ کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ انسان کی پیدائش کے دو مقصد ہیں ایک حقوق اللہ کا قیام دوسرے حقوق العباد کی ادائیگی۔ حقوق اللہ کی ادائیگی میں سب سے پہلے تو یہ ہے کہ پانچ نمازوں کی باجماعت ادائیگی کرو اور نماز باجماعت کا اس قدر خیال رکھو کہ چھوٹی موٹی روکیں اس کے رستہ میں حائل نہ ہوں حضور نے فرمایا کہ عید کے روز اگر پکنک مناؤ تو ساتھ ہی نماز ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کی بروقت ادائیگی کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے۔ اسی طرح دین کی اشاعت کیلئے کوشاں رہنا چندوں کی باقاعدہ ادائیگی کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔ ایسی مجالس میں نہیں بیٹھنا چاہئے جن سے اخلاق کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو۔ ایسی مجالس بظاہر تو اچھی لگتی ہیں لیکن بالآخر انسان کو برباد کرتی ہیں۔

فرمایا حقوق العباد میں ماں باپ، بھائی بہن ساس سسر، بچے، ہمسائے، دوست، محلے والوں کے حقوق کی ادائیگی شامل ہے۔ اسی طرح جس ملک میں بھی بستے ہیں اس کے حقوق اور وفاداری بھی اس میں شامل ہے فرمایا ہمیں ہر قسم کے حقوق کو ادا کرنے کیلئے وفا کے معیار کو بڑھانا ہوگا۔ یہ حقوق ادا کرنے کیلئے بہر حال قربانیاں دینی ہوں گی اور جب ہر ایک اپنے فرائض ادا کر رہا ہوگا تو ایک حسین اور پاک معاشرہ قائم ہو جائے گا جہاں ہر شخص دوسرے کیلئے قربانی دینے والا ہوگا دوسرے کی خاطر دل میں درد رکھنے والا ہوگا۔ اللہ کو اپنا مالک اور پیدا کرنے والا سمجھا جائے جب یہ سمجھو گے تو اللہ ان قربانیوں کو قبول فرماتا ہے اور اپنی رضا کی جنتوں کی خوشخبری دیتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو قربانی خالصۃً اللہ کی رضا کی خاطر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت پر عمل کرتے ہوئے دی جاتی ہے تو اس قربانی کے ہر بال پر ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔

خطبہ عید الاضحیہ کے آخر پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اقتباسات جو حقیقی قربانی اور حقوق اللہ وحقوق العباد کی ادائیگی کے متعلق تھے پیش فرمائے۔ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جماعت بنائی تھی اس نے اللہ کے دین کیلئے اپنی جانیں قربان کرنے میں دریغ نہ کیا اور وہ سب کے سب حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کرنے والے تھے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس جماعت کو صحابہ کے نمونہ پر قائم کرنا چاہتا ہے۔ پس اس مقام سے غافل مت ہو اور ان وصایا کو مت بھلاؤ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا کی راہوں پر چلائے۔

خطبہ کے آخر پر حضور پُرنور نے فرمایا اس وقت جو لوگ خطبہ سُن رہے ہیں ان سب کو بھی اور جو ایم ٹی اے کے توسط سے دنیا بھر میں خطبہ سُن رہے ہیں ان سب کو عید کی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آخر پر حضور نے اجتماعی دُعا کرائی جس میں خطبہ عید میں موجود احباب کے علاوہ دنیا بھر میں موجود احمدیوں نے ایم ٹی اے کے توسط سے دُعا میں شمولیت کی۔

❀❀❀❀❀

شریف جیولرز
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
فون دوکان 0092-4524-212515
رہائش 0092-4524-212300

خلاصہ خطبہ جمعہ

غضِ بصر کرنے اور اسلامی پردہ کو اپنانے کی خصوصی ہدایات

نظام جماعت اور ذیلی تنظیمیں فحاشی کو روکنے کے خلاف حرکت میں آئیں

سیدنا حضرت اقدس مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ ۳۰ رجنوری ۲۰۰۴ء بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن، لنڈن

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ النور کی آیت نمبر ۳۱ و ۳۲ کی تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

''مومنوں کو کہہ دے کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں یہ بات ان کے لئے زیادہ پاکیزگی کا موجب ہے یقیناً اللہ جو وہ کرتے ہیں اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔ اور مومن عورتوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینتیں ظاہر نہ کیا کریں مگر اپنے خاوندوں کیلئے یا اپنے باپوں یا اپنے خاوندوں کے باپوں یا اپنے بیٹوں کے لئے یا اپنے خاوندوں کے بیٹوں کے لئے یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں یا اپنی بہنوں کے بیٹوں یا اپنی عورتوں یا اپنے زیر نگیں مردوں کے لئے یا مردوں میں ایسے خادموں کے لئے جو کوئی (جنسی) حاجت نہیں رکھتے یا ایسے بچوں کیلئے جو عورتوں کی پردہ دار جگہوں سے بے خبر ہیں اور وہ اپنے پاؤں اس طرح نہ ماریں کہ (لوگوں پر) ظاہر کر دیا جائے جو (عورتیں عموماً) اپنی زینت میں سے چھپاتی ہیں اور اے مومنو! تم سب کے سب اللہ کی طرف توجہ کرتے ہوئے جھکو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔''

پھر فرمایا آج کی آیات کی تلاوت سے لوگ خطبے کا مضمون سمجھ گئے ہوں گے اس مضمون پر پہلے میں مختلف اوقات میں بیان کر چکا ہوں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس مضمون کو مزید کھولنے کی ضرورت ہے۔

فرمایا جو لوگ اس مضمون کی اہمیت سے غافل ہیں اور پردہ کو عورت کی ترقی میں روک سمجھتے ہیں ان کو میرا جواب ہے کہ قرآن مجید کامل اور اکمل کتاب ہے جس میں تمام اوامر و نواہی آ گئے ہیں اب اسلام اور احمدیت کی ترقی اسی سے وابستہ ہے اور یہ آخری شرعی کتاب کبھی فرسودہ نہیں ہو سکتی اس لئے ایسے لوگ استغفار کریں۔

فرمایا مومن مردوں کو بھی آنکھیں نیچی رکھنے کا حکم ہے اسی طرح مومن عورتوں کو بھی آنکھیں نیچی رکھنے کا حکم ہے اسی طرح عورتوں کو ساتھ ہی پردہ کرنے کا حکم ہے اپنی زینت کی جگہوں کو ڈھانپنے کا ارشاد ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر تاکید فرمائی کہ شادیوں کے موقعہ پر نوجوان لڑکوں (بیرے) کا بلانا اور ان سے عورتوں میں کھانا وغیرہ سرو کروانا سخت خطرناک بات ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ لڑکے چھوٹی عمر کے ہیں حالانکہ وہ بلوغت کی عمر کو پہنچ چکے ہوتے ہیں اور گھروں کی باتوں کو نوٹ کرتے ہیں اور بعض دفعہ گھروں کی بدنامی کا باعث بن جاتے ہیں ماؤں کو ہوش کرنا چاہئے اور اپنی بچیوں کا خیال رکھنا چاہئے اول تو شادیوں کے موقعہ پر خدام الاحمدیہ، اطفال الاحمدیہ یا لجنہ کی ممبرات یہ خدمات سرانجام دیں اس سے پیسہ بھی بچے گا۔ اور مرد مردوں میں اور عورتیں عورتوں میں کھانا تقسیم کریں گی۔ لیکن اگر باہر کے ویٹروں کو بلا کر ہی کھانا تقسیم کرانے کا شوق ہے تو پھر یاد رکھیں کے مرد مردوں میں اور عورتیں عورتوں میں کھانا تقسیم کریں۔

فرمایا شادی بیاہ کے مواقع پر ناچنے کا رواج بھی غلط ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر عورتیں عورتوں میں ناچ لیں تو کیا حرج ہے فرمایا جب قرآن مجید نے ناچ سے منع فرمایا ہے تو چاہے مرد مردوں میں ناچیں یا عورتیں عورتوں میں ناچیں غلط ہے۔ البتہ شادیوں کے مواقع پر پاکیزہ نظمیں پڑھنے ایسے گانے گانے میں جن میں فحش نہ ہو کوئی حرج نہیں۔ فرمایا جہاں کہیں شادیوں میں ناچ کے رواج کو دیکھیں تو نظام جماعت کو فوراً حرکت میں آنا چاہئے۔

حضور انور نے اپنے بصیرت افروز خطبہ جمعہ کو جاری رکھتے ہوئے خاص طور پر چہرے کا پردہ کرنے کی تلقین فرمائی۔ حضور نے فرمایا اگر چہرہ کا پردہ نہیں ہے تو قرآن مجید نے جس زینت کے چھپانے کا حکم دیا ہے پھر وہ کونسی ہے۔ حضور نے احادیث سے مثالیں دے کر سمجھایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں اُم المؤمنین اور صحابیات باقاعدہ چہرہ کا پردہ کرتی تھیں۔

حضور انور نے ''الا ما ظہر منھا'' یعنی جو پردہ خود بخود ظاہر ہو جانے کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ عورت کا قد کاٹھ یا اس کی حرکات اس حکم میں آتی ہیں۔ اسی طرح اگر مجبوراً مرد ڈاکٹر سے علاج کروانا پڑے تو وہ بھی اسی حکم میں داخل ہے۔ اسی طرح فرمایا جن عورتوں کو ضروریات زندگی یا معیشت کی خاطر اپنے چہرہ کو کھولنا پڑے تو وہ بھی اس حکم میں داخل ہیں لیکن جن عورت کے کام مجبور نہیں کرتے کہ وہ کھلے میدانوں میں کام کرے اسکو اسکی اجازت نہ ہوگی۔

حضرت اقدس امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے باخبر فرمایا کہ بعض عورتیں جو بعض بیرون گروہوں کی ایجنٹ ہوتی ہیں گھروں میں داخل ہو کر پہلے گھروں کی بڑی عمر کی عورتوں سے رابطہ بڑھاتی ہیں اور پھر لڑکیوں پہ ڈورے ڈال کر ان کو اپنے گروہوں کے لئے تیار کرتی ہیں ماؤں کو یا گھروں کی بڑی عمر کی عورتوں کو خاص طور پر اس طرف دھیان دینا چاہئے۔ اسی طرح حضور اقدس نے انٹرنیٹ کے ذریعہ پھیلائی جارہی فحاشی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اس کے بداثرات سے بچنے کی تلقین بھی فرمائی۔ فرمایا والدین کی ذمہ داری ہے کہ انٹرنیٹ کے رابطوں کے بارے میں آگاہ رہیں اور بچوں کی خاص طور پر بچیوں کی حفاظت کریں۔ فرمایا جماعتی نظام اور ذیلی تنظیموں کو گندی فلموں اور .C.D وغیرہ کے ذریعہ پھیلائے جانے والے فحش کو روکنے کیلئے قدم اٹھانے چاہئیں۔

حضور انور نے مروجہ بُرقع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ آجکل کا بُرقع اگر اس کا کوٹ ڈھیلا ہو تو پردے کے لحاظ سے اور سہولت کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔

خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اقتباسات پردہ کے متعلق بیان فرمائے۔

☆ ☆ ☆

جس طرح جانور تمہارے لئے قربانی پیش کرتے ہوئے اپنی گردن جھکا دیتے ہیں تم بھی اللہ کے احکامات کو بجا لانے کیلئے ہر قسم کی قربانی کیلئے تیار رہو تب سمجھا جا سکتا ہے کہ تم نے قربانی کی حقیقت کو جان لیا ہے

خلاصہ خطبہ عید الاضحیہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ ۲ر فروری ۲۰۰۴ء بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیات کریمہ کی تلاوت فرمائی:

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيْمَةِ الْأَنْعَامِ فَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهٗ أَسْلِمُوْا وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ○ الَّذِيْنَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَا أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○ وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ لَنْ يَنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ○ (الحج آیت نمبر ۳۵ تا ۳۸)

ترجمہ: اور ہم نے ہر اُمت کیلئے قربانی کا طریق مقرر کیا ہے تاکہ وہ اللہ کا نام اس پر پڑھیں جو اس نے انہیں مویشی چوپائے عطا کئے ہیں پس تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے پس اس کیلئے فرمانبردار ہو جاؤ اور عاجزی کرنے والوں کو بشارت دے دے۔ ان لوگوں کو کہ جب اللہ کا ذکر بلند کیا جاتا ہے تو ان کے دل مرعوب ہو جاتے ہیں اور جو اس تکلیف پر جو انہیں پہنچی ہو صبر کرنے والے ہیں اور نماز کو قائم کرنے والے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

باقی صفحہ (8) پر ملاحظہ فرمائیں

عالم اسلام کے لئے حضرت مصلح موعودؓ کی خدمات

﴿محمد حمید کوثر ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن وقف عارضی﴾

قرآن مجید اور احادیث کے مطالعہ سے اس حقیقت کا علم ہوتا ہے کہ سیدنا محمد المصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے بھی انبیاء ورسول ومرسلین آئے وہ ایک محدود قوم یا علاقہ یا زمانہ کیلئے آئے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا جیسا کہ فرمایا وَمَـآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء ۱۰۸) نیز تمام بنی نوع انسان کیلئے بھیجا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (الاعراف:۱۶۰)

یعنی تو کہہ دے کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے موجودہ زمانہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام (۱۸۳۵ء - ۱۹۰۸ء) کو احیاء اسلام اور شریعت محمدیہؐ کے قیام کیلئے بھجوایا اور آپ کی بعثت کے ذریعہ سورۃ جمعہ میں مذکورہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ اب لازمی بات ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلفاء کرام کا فیض ورحمت بھی کسی خاص قوم یا مذہب یا ملک یا طبقہ یا علاقہ تک مخصوص ومحدود نہ تھا بلکہ دنیا کی تمام اقوام و شعوب ان سے فیض یاب ہوئیں اور ہو رہی ہیں انہیں خلفاء کرام میں سے سیدنا المصلح الموعود رضی اللہ عنہ (۱۸۸۹-۱۹۶۵) کا وجود پاک تھا۔ آپ سے دنیا کی قوموں کی اسیریاں وغلامیاں اپنے انجام کو پہنچیں اور ان کی زندگیوں کا دور جدید شروع ہوا۔ انہوں نے بھی آپ کی طرف سے تقسیم ہونے والی رحمتوں سے کسی نہ کسی رنگ میں وافر حصہ پایا۔ آج اس مختصر مضمون میں ایک مخصوص باب کا ذکر مقصود ہے اور حضورؓ کی ان خدمات میں سے چند کا ذکر مقصود ہے جو آپ نے خاص طور پر مسلمانوں کی کیں۔

جیسا کہ لفظ المصلح الموعود سے ظاہر ہے کہ ایسا اصلاح کرنے والا انسان جس کا وعدہ دیا گیا تھا قدیم صحیفوں اور قرآن مجید اور احادیث و بزرگان امت کی پیشگوئیوں میں جہاں مسیح ومہدی کی بعثت کا ذکر ملتا ہے وہاں ساتھ ہی آپ کے بیٹے ''المصلح الموعود'' کا ذکر بھی کسی نہ کسی شکل ومفہوم میں ملتا ہے اور تاریخ احمدیت سے یہ بات واضح وثابت ہے کہ سیدنا المصلح الموعود نے جس طرح بنی نوع انسان کی اصلاح فرمائی اور ان کی اصلاح کے لئے جو بنیادیں قائم کیں اور جو اصول وقواعد مرتب فرمائے اور جماعت احمدیہ کے ہر طبقہ کی جس طرح اصلاح وتربیت فرمائی وہ قیامت تک تمام بنی نوع انسان کی اصلاح کیلئے ضروری ہے۔

سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ نے مسلمانوں کی کس طرح اور کسی رنگ میں خدمت فرمائی اسکی ابتداء ہم برصغیر کے ایک حساس خطہ کے واسیوں سے کرتے ہیں تاریخ بتاتی ہے کہ ۱۸۴۶ء میں انگریزوں نے ڈوگرہ خاندان کے مہاراجہ گلاب سنگھ کے ہاتھ کشمیر کو پچھتر لاکھ کے عوض فروخت کر دیا۔ اس کے بعد وہاں ایسے حالات پیدا ہوئے کہ جس کے نتیجہ میں مسلمان بدترین مظالم کا پہلا نشانہ بنے زندگی کی ادنیٰ اور معمولی خوشیوں اور مسرتوں سے بھی یکسر محروم کر دیئے گئے سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ جولائی ۱۹۱۹ء میں پہلی بار کشمیر تشریف لے گئے اس سفر میں ایک واقعہ ایسا پیش آیا جس نے آپ کے دل میں اہل کشمیر کی دردناک اور قابل رحم حالت کا نقش ایسا گہرا جما دیا جسے آپ فراموش نہ کر سکے آپ نے اسی واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

''۱۹۱۹ء میں میں کشمیر گیا تو ایک مقام سے چلتے وقت میں نے تحصیلدار سے کہا کہ ہمارے لئے کسی مزدور کا انتظام کر دیا جائے اس نے رستہ میں سے ایک شخص کو پکڑ کر ہمارے پاس بھیج دیا کہ اس کے سر پر اسباب رکھوا دیں۔ ہم نے اسے سامان دے دیا مگر ہم نے دیکھا کہ وہ راستہ میں بار بار ہائے ہائے کرتا ہے آخر ایک جگہ پہنچ کر اس نے تھک کر ٹرنک نیچے رکھ دیا میں نے اس کی یہ حالت دیکھی تو مجھے بڑا تعجب ہوا اور میں نے اس سے کہا کہ کشمیری تو بہت بوجھ اٹھانے والے ہوتے ہیں تم سے یہ معمولی ٹرنک بھی نہیں اٹھایا جاتا وہ کہنے لگا میں مزدور نہیں ہوں میں تو زمیندار ہوں۔ اپنے گاؤں کا معزز شخص ہوں اور دولہا ہوں جو برات میں جا رہا تھا کہ مجھے راستہ میں تحصیلدار نے پکڑ لیا اور اسباب اٹھانے کیلئے آپ کے پاس بھیج دیا۔ میں نے اسی وقت اُسے چھوڑ دیا کہ تم جاؤ ہم کوئی اور انتظام کر لیں گے۔'' (تاریخ احمدیت حصہ پنجم صفحہ:۹۳)

چنانچہ اس کے کچھ عرصہ بعد سیدنا المصلح الموعودؓ نے کشمیر کے مسلمانوں کو ان کے مسلوب انسانی حقوق دلوانے کی ان تھک کوششیں شروع کر دیں آپ نے متفرق مسلمان لیڈروں کے نام تاریں بھجوائیں خطوط لکھوائے کہ ہمیں اس بارے میں کشمیریوں کی امداد کیلئے کچھ اقدام کرنا چاہئے ان لیڈروں میں ہندوستان کے مشہور شاعر اور فلسفی ڈاکٹر سر محمد اقبال اور دہلی کے نامور سجادہ نشین خواجہ حسن نظامی صاحب اور دوسرے مسلمان لیڈر شامل تھے۔ چنانچہ تجویز ہوئی کہ شملہ میں ایک میٹنگ کر کے غور کیا جائے کہ کیا کرنا مناسب ہوگا اس میٹنگ کی ۲۵ اگست ۱۹۳۱ء تاریخ مقرر ہوئی جب حضرت المصلح الموعودؓ شملہ تشریف فرما ہوئے اور مجوزہ میٹنگ ہوئی تو آپ نے مسلمان لیڈروں کو بہت پژمردہ اور مایوس پایا اور اکثر لوگوں کی زبان سے یہی فقرہ سنا کہ حالات بہت خراب ہیں اور کچھ ہوتا نظر نہیں آتا۔ حضرت المصلح الموعودؓ کے زور دینے پر کہ بہر حالت کچھ کرنا چاہئے ان اصحاب نے اپنے گلے سے بوجھ اتارنے کیلئے کہہ دیا کہ اچھا اگر آپ کو کچھ امید ہے تو ایک کمیٹی بنا دی جائے اور آپ اس کے صدر بن جائیں اور پھر اس معاملہ میں جو کچھ ہو سکتا ہو وہ کیا جائے آپ نے فرمایا کہ میرا صدر بننا مناسب نہیں کیونکہ یہ سب مسلمانوں کا مسئلہ ہے میرے آگے ہونے سے خواہ مخواہ بعض حلقوں میں فرقہ وارانہ سوال پیدا ہو جائے گا اور کام کو نقصان پہنچے گا اسلئے کوئی اور صاحب صدر بنیں اور میں ان کے ساتھ کام کیلئے تیار ہوں مگر چونکہ مسلمان لیڈر بالکل مایوس ہو رہے تھے ان میں سے ہر شخص نے صدر بننے سے انکار کیا اور آپ کو کمیٹی کا صدر بنا دیا گیا۔

چونکہ حضرت المصلح الموعودؓ سے خدا تعالیٰ نے اسیروں کی رستگاری کا کام لینا تھا اس لئے آپ کی طرف سے کام میں ہاتھ پڑتے ہی دن بدن حیرت انگیز تغیرات ہونے لگے اور خدا نے آپ کو ہر قدم پر ایسی معجزانہ کامیابی عطا فرمائی کہ چند ماہ کے قلیل عرصہ میں ہی ریاست میں تبدیلی کے آثار نمایاں ہونے لگے کشمیر کے دبے ہوئے لوگ جو ایک مردہ کی طرح قبروں میں پڑے تھے صور اسرافیل کے پھونکے جانے کی طرح سے قبروں سے باہر نکلنے لگے اور اس وسیع ریاست کے ایک کنارے سے لیکر دوسرے کنارے تک زندگی کی لہر دوڑ گئی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ جو کہ حضرت المصلح الموعود کے چھوٹے بھائی تھے ان دنوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''ان ایام میں حالات نے اس قدر جلدی جلدی پلٹا کھایا کہ جیسے ایک تیز رو فلم کی تصویریں سینما کے پردے پر دوڑتی ہیں اور خود حضرت المصلح الموعودؓ کا یہ حال تھا اور یہ میں اپنا ذاتی مشاہدہ بیان کرتا ہوں کہ میں اکثر موقعوں پر آپ کے ساتھ رہا کہ آپ اس عرصہ میں گویا ہر وقت پابرکاب تھے۔ آج یہاں ہیں تو کل لاہور اور پرسوں دلی اور ترسوں وزیر آباد... غرض ایک مسلسل حرکت تھی جس میں مختلف لوگوں سے ملنا کشمیر سے آنے والے لیڈروں کی رپورٹ سننا اور ہدایات دینا کشمیر میٹنگ کے جلسے کروانا پریس میں رپورٹیں بھجوانا ریاست اور گورنمنٹ کے افسروں سے ملاقات کرنا کرانا ہر قسم کا کام شامل تھا۔''

نتیجہ یہ ہوا کہ نہایت قلیل عرصہ کی محنت کے بعد نہ صرف سیاست نے بلکہ ایک طرح سے انگریزی حکومت نے اپنی شکست قبول کر لی کشمیر کے باشندے آزادی کا سانس لینے لگے اہل کشمیر کو اسمبلی ملی حکومت میں حصہ ملا۔ پریس کی آزادی ملی۔ مسلمانوں کو ملازمتوں میں برابر کے حقوق ملے۔ فصلوں پر قبضہ ملا اور تعلیم میں سہولتیں ملیں۔ اور جو بات نہیں ملی اس کے ملنے کیلئے راہیں ہموار ہونی شروع ہو گئیں۔

حضرت المصلح الموعودؓ کی طرف سے مسلمانوں کی خدمت کا دوسرا واقعہ جو خاکسار نے اس مضمون میں ذکر کرنے کیلئے منتخب کیا ہے اس کا تعلق صوبہ یو. پی. سے ہے۔

قارئین کرام! یہ حقیقت اپنوں اور غیروں پہ یکساں عیاں اور واضح ہے کہ اسلام ہر انسان کو اس بات کی آزادی دیتا ہے کہ وہ اپنی مرضی وارادہ سے جو مذہب یا دین یا مسلک چاہے اختیار کرے لیکن کسی دوسرے انسان یا طبقہ یا گروہ یا حکومت کو یہ حق نہیں دیتا کہ وہ کسی انسان کا مذہب زور زبردستی سے تبدیل کروائے چنانچہ قرآن مجید کا اس سلسلہ میں واضح ارشاد ہے ''لا اکراہ فی الدین'' (البقرہ:۲۵۷)۔

دین کے معاملہ میں کسی قسم کا جبر جائز نہیں بیسویں صدی کے دوسرے اور تیسرے دھاکے میں ہندوستان کے بعض صوبوں میں اور خاص طور پر یو. پی میں بعض غیر مسلموں کی طرف سے ایک تحریک چلائی گئی جو کہ شدھی کے نام سے معروف ہے اس تحریک کے ذریعہ جاہل اپنے دین سے ناواقف کمزور مسلمانوں کو اسلام سے ارتداد کی ترغیب وتحریص دلائی گئی۔ چنانچہ ہزاروں اس رو میں بہہ گئے اور بہتے چلے جا رہے تھے اور اگر یہ سلسلہ جاری رہتا تو شائد ہندوستان کے بعض صوبہ جات سے مسلمانوں کا صفایا ہو گیا ہوتا حضرت المصلح الموعودؓ نے ۷ر مارچ ۱۹۲۳ء کو اعلان فرمایا کہ جماعت احمدیہ فتنہ ارتداد کے خلاف جہاد کا علم بلند کرنے کی غرض سے ہر قربانی کیلئے تیار ہو جائے اس کے بعد ۹ر مارچ ۱۹۲۳ء کو خطبہ جمعہ میں تحریک فرمائی کہ فتنہ ارتداد کے مٹانے کیلئے فی الحال ڈیڑھ سو احمدی سرفروشوں کی ضرورت ہے جو اپنے اور اپنے لواحقین کی معاش کا فکر کر کے میدان عمل میں آجائیں چنانچہ آپ نے فرمایا:

"اس سکیم کے ماتحت کام کرنے والوں کو ہر ایک اپنا کام آپ کرنا ہوگا۔ اگر کھانا آپ پکانا پڑے گا تو پکائیں گے اگر جنگل میں سونا پڑے تو. سوئیں گے جو محنت اور مشقت کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں وہ آئیں۔ ان کو اپنی عزت اپنے خیالات قربان کرنے پڑیں گے ایسے لوگوں کی محنت باطل نہیں جائے گی۔ ننگے پیروں چلیں گے جنگلوں میں سوئیں گے خدا ان کی اس محنت کو جو اخلاص سے کی جائے گی ضائع نہیں کرے گا۔ اسی طرح جنگلوں میں ننگے پیروں پھرنے سے ان کے پاؤں میں جو سختی پیدا ہو جائے گی وہ حشر کے دن جب پل صراط سے گزرنا ہوگا ان کے کام آئے گی مرنے کے بعد ان کو جو مقام ملے گا وہ راحت و آرام کا مقام ہوگا۔ اور یہ وہ مقام ہوگا جہاں رہنے والے نہ بھوکے رہیں گے نہ پیاسے یہ چند دن کی بھوک اور یہ چند دن کی پیاس اس انعام کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں۔" (الفضل ۱۵؍مارچ ۱۹۲۳)

حضرت المصلح الموعودؓ نے ایک طرف جماعت کو میدان جہاد میں آنے کی ہدایت و نصیحت فرمائی تو دوسری طرف مسلمانان ہند کو متحدہ کام کرنے کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا:

"جب تک ایک لمبی اور باقاعدہ جنگ نہ کی جائے (سعی اور تبلیغ کی نہ کہ تلوار کی) اس وقت تک ان علاقوں میں کامیابی کی امید رکھنا فضول ہے۔ اس کام پر روپیہ بھی کثرت سے خرچ ہوگا۔ غیر مسلم اپنی پرانی کوششوں کے باوجود دس لاکھ روپیہ کا مطالبہ کر رہے ہیں مسلمانوں کو نیا کام شروع کرنا ہے ان کے لئے بیس لاکھ روپیہ کی ضرورت ہے۔"

اس اعلان کے ساتھ ہی حضور نے اپنی۔ طرف سے پیشکش فرمائی کہ اگر دوسرے لوگ بقیہ رقم مہیا کریں تو ہم پچاس ہزار روپیہ یعنی کل رقم کا چالیسواں حصہ اس کام کے لئے جمع کریں...علاوہ ازیں میں وعدہ کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی توفیق کے ماتحت ہماری جماعت تیس آدمی. تبلیغ کا کام کرنے کے لئے دے گی جن کے اخراجات وہ موعودہ رقم میں سے خود برداشت کرے گی اور میں یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ اگر زیادہ آدمیوں کی ضرورت ہوئی تو ہماری جماعت انشاء اللہ سینکڑوں تک ایسے آدمی مہیا کر دے گی جو تبلیغ کا عمر بھر کا تجربہ رکھتے ہوں گے۔

حضور نے یہ دعوت دیتے ہوئے دوسری مسلمان کہلانے والی تمام جماعتوں (اہلحدیث، حنفی، شیعہ) کے سربرآوردہ اصحاب کو توجہ دلائی کہ وہ اس موقعہ کی نزاکت کو سمجھیں اور اسی نسبت سے اپنے لوگوں کی طرف سے مطلوبہ رقم کا فوراً اعلان کر کے ایک مقام پر جمع ہوں تا کام کی تفصیل کا جائزہ لیا جائے۔ اب چھوٹی چھوٹی باتوں پر اپنا وقت ضائع کرنے کا وقت نہیں کام کا وقت ہے۔

حضرت المسیح الموعودؓ کی اس دعوت اور فراخ دلانہ پیشکش پر اخبار ہمدم نے لکھا "جماعت کے جوش و ایثار کو دیکھتے ہوئے ان کی طرف سے پچاس ہزار بلکہ اس سے زیادہ روپیہ اس غرض یعنی انسداد ارتداد کیلئے فراہم ہو سکنے کا قریب قریب یقین و اعتماد ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ دیگر مسلمانوں سے ساڑھے انیس لاکھ تو کجا ایک لاکھ روپیہ بھی حالتِ موجودہ میں چند ہفتہ کے اندر جمع ہو جانے کی توقع تو کیا معمولی امید بھی ان طریقوں سے نہیں باندھ سکتے۔ (ہمدم ۱۸؍مارچ ۱۹۲۳)

حضرت المصلح الموعودؓ کی انتھک اور غیر معمولی کوششوں اور مساعی جمیلہ کی برکت سے چند ماہ میں ہی ارتداد کی رو قطعی طور پر رک گئی نہ صرف ارتداد کا سلسلہ بند ہو گیا بلکہ جو لوگ پہلے مرتد ہو چکے تھے انہیں بھی آہستہ آہستہ اسلام میں لا کر حق کا جھنڈا بلند کیا گیا اکثر مقامات پر غیر مسلم واعظ و مذہبی راہنما مقابلہ ترک کر کے میدان خالی کر گئے اس طرح لاکھوں مسلمان ارتداد کے جہنم سے بچا لئے گئے۔ حضرت المصلح الموعودؓ کی طرف سے مسلمانوں کی اس سے زیادہ اور کیا خدمت ہو سکتی تھی۔ چنانچہ اس موقعہ پر مسلمانوں کی طرف سے جماعت احمدیہ کو مندرجہ ذیل الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا گیا۔

1. اخبار زمیندار لاہور ۸؍اپریل ۱۹۲۳ء نے لکھا:

"احمدی بھائیوں نے جس خلوص جس ایثار جس جوش اور جس ہمدردی سے اس کام میں حصہ لیا ہے وہ اس قابل ہے کہ ہر مسلمان اس پر فخر کرے۔"

2. اخبار ہمدم لکھنؤ ۶؍اپریل ۱۹۲۳ء نے لکھا:

قادیانی جماعت کی مساعی حسنہ اس معاملہ میں بے حد قابل تحسین ہیں اور دوسری اسلامی جماعتوں کو بھی انہی کے نقش قدم پر چلنا چاہئے۔

3. اخبار وکیل (امرتسر) ۳؍مئی ۱۹۲۳ء نے اپنے اداریہ میں لکھا:

"احمدی جماعت کا طرز عمل اس بات میں نہایت قابل تعریف ہے جو باوجود چھیڑ چھاڑ کے محض اس خیال سے کہ اسلام چشم زخم سے محفوظ رکھا جائے ان خانہ جنگیوں کے انسداد کی طرف خود مسلمانوں کے لیڈروں کو توجہ دلاتے ہیں اور ہر طرح کام کرنے کو تیار ہیں ہم علی وجہ البصیرت علان کرتے ہیں کہ قادیان کی احمدی جماعت بہترین کام کر رہی ہے۔"

4. دیو سماجی اخبار "جیون تت" لاہور نے لکھا:

"ملکانہ راجپوتوں کی شدھی کی تحریک کو روکنے اور اسلامی مت کا پرچار کرنے کیلئے احمدی صاحبان خاص جوش کا اظہار کر رہے ہیں چند ہفتے ہوئے قادیانی فرقہ کے لیڈر مرزا محمود احمد صاحب نے ڈیڑھ سو ایسے کام کرنے والوں کیلئے اپیل کی تھی جو تین ماہ کیلئے ملکانوں میں جا کر مفت کام کرنے کیلئے تیار ہوں جو اپنا اور اپنے اہل و عیال کا وہاں کے کرایہ وغیرہ کا کل خرچہ خود برداشت کر سکیں۔ اور انتظام میں جس لیڈر کے ماتحت جس کام پر انہیں لگایا جاوے اُسے وہ خوشی خوشی کرنے کیلئے تیار ہوں بیان کیا جاتا ہے کہ اس اپیل پر چند ہفتوں کے اندر چار سو سے زیادہ درخواستیں ان شرائط پر کام کرنے کیلئے موصول ہو چکی ہیں اور تین پارٹیوں میں ۱۹۰ احمدی صاحبان آگرہ کے علاقہ میں پہنچ چکے ہیں اور بہت سرگرمی سے ملکانوں میں اپنا پرچار کر رہے ہیں اس نئے علاقہ کے حالات معلوم کرنے کیلئے ان میں سے بعض نے جن میں گریجویٹ نوجوان بھی شامل تھے اپنے بستر کندھوں پر رکھ کر اور تیز دھوپ میں پیدل سفر کر کے سارے علاقہ کا دورہ کیا ہے۔ (اخبار جیون تت، لاہور ۲۴؍اپریل ۱۹۲۳ء)

برصغیر کے واقعات میں سے ان دو واقعات کے ذکر کے بعد اب ایک واقعہ شرق اوسط کے واقعات سے تحریر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

اوائل ۱۹۲۴ء میں انگلستان کے مشہور ویمبلے نمائش کے سلسلہ میں سوشلسٹ لیڈر مسٹر ولیم لافٹس ہیر نے یہ تجویز پیش کی کہ اس عالمی نمائش کے ساتھ ساتھ ایک مذاہب کانفرنس بھی منعقد کی جائے جس میں برطانوی مملکت کے مختلف مذاہب کے نمائندوں کو دعوت دی جائے کہ وہ اس کانفرنس میں شریک ہو کر اپنے اپنے مذہب کے اصولوں پر روشنی ڈالیں۔ چنانچہ کانفرنس کے منتظمین کی طرف سے سیدنا المصلح الموعودؓ کی خدمت میں شمولیت کی درخواست کی گئی اور حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ کو بھی ساتھ لانے کی درخواست کی گئی تا کہ وہ تصوف کی نمائندگی کر سکیں۔

یہ دعوت نامہ قادیان پہنچا تو حضرت المصلح الموعودؓ نے ۱۶؍مئی ۱۹۲۴ء کو بعد نماز عصر ایک مجلس شوریٰ بلائی اور بعد دعا و استخارہ و مشورہ آپ نے سفر انگلستان کا فیصلہ فرمایا حضور مورخہ ۱۲؍جولائی ۱۹۲۴ء کو قادیان سے روانہ ہو کر ۱۵؍جولائی ۱۹۲۴ء کو بذریعہ بحری جہاز بمبئی سے روانہ ہوئے ۲۹؍جولائی کو مصر کی بندرگاہ پورٹ سعید پہنچے دو دن قاہرہ میں قیام کے بعد بیت المقدس (فلسطین تشریف لے گئے وہاں کے حالات کا جائزہ لیا اور عرب لیڈروں کو یہودی خطرہ سے متنبہ فرمایا اور واضح الفاظ میں بتا دیا کہ اگر مسلمانوں نے اسلام کی طرف صحیح معنوں میں رجوع نہ کیا تو ارض مقدسہ ان کے ہاتھوں سے نکل جائے گی۔ چنانچہ حضرت المصلح الموعودؓ کے اپنے الفاظ ذیل میں درج ہیں:

"وہاں کے بڑے بڑے مسلمانوں سے میں ملا ہوں میں نے دیکھا کہ وہ مطمئن ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہودیوں کے نکالنے میں کامیاب ہو جائیں گے مگر میرے نزدیک ان کی رائے غلط ہے۔ یہودی قوم اپنے آبائی ملک پر قبضہ کرنے پر تلی ہوئی ہے قرآن شریف کی پیشگوئیوں اور حضرت مسیح موعودؑ کے بعض الہامات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودی ضرور اس ملک میں آباد ہونے میں کامیاب ہو جائیں گے پس میرے نزدیک مسلمان رؤسا کا یہ اطمینان بالآخر ان کی تباہی کا موجب ہوگا۔ (تاریخ احمدیت، جلد پنجم صفحہ ۴۱۰)

اے کاش کہ عرب مسلمان ایک برگزیدہ کے اس انتباہ کو سمجھ جاتے اور خدا تعالیٰ سے صلح کرتے اور دین اسلام کی طرف لوٹ آتے۔ اور جو تجاویز و خدمات اس مقدس المصلح الموعودؓ نے اس خطرناک مسئلہ کے حل کیلئے پیش کی تھیں اگر اس پر عمل کیا جاتا تو وہ نتیجہ نہ برآمد ہوتا جو ۱۹۴۸ء میں یہودی اسٹیٹ کی شکل میں معرض وجود میں آیا۔

اس کے بعد بھی حضرت المصلح الموعودؓ نے ایک معرکۃ الآراء مضمون "الکفر ملۃ واحدۃ" کے نام سے تحریر فرمایا تمام مسلمانان عالم کو اپنے آپسی اختلافات ختم کر کے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر اس خطرہ کا مقابلہ کرنے کی تلقین کی۔ سوریہ (شام کے ریڈیو نے اس مضمون کا خلاصہ نشر کیا متعدد عرب اخبارات نے اس پر شاندار الفاظ میں تبصرے لکھے چنانچہ اخبار "الشوریٰ" نے اپنے ۱۸؍جون ۱۹۴۸ء کے پرچہ میں ایک عربی نوٹ لکھا جس کا ترجمہ درج ذیل ہے:

"ہمیں ایک ٹریکٹ ملا ہے جو بغداد میں چھپا ہے جس میں حضرت مرزا محمود احمد امام جماعت احمدیہ قادیان کے ایک پر جوش خطبہ کا ذکر کیا گیا ہے جو انہوں نے نام نہاد اسرائیلی حکومت کی تشکیل کے اعلان کے بعد لاہور میں پڑھا اس خطبہ کا عنوان ہے "الکفر ملۃ واحدۃ" جس اصحاب نے یہ مفید ٹریکٹ شائع کیا ہے ہم ان کی اسلامی غیرت اور اسلامی مساعی پر شکریہ ادا کرتے ہیں۔ (تاریخ احمدیت جلد پنجم صفحہ ۳۹۳)

اب بھی اگر مسلمانان عالم حضرت امام مہدی علیہ السلام پر ایمان لائیں اور ان کی جماعت میں شامل ہوں ان کے خلیفہ وقت کی اطاعت کریں تو اللہ تعالیٰ حالات بدلنے پر قادر ہے۔ چنانچہ ۲۰؍مارچ ۱۹۵۸ء کو تفسیر کبیر کی جلد پنجم شائع ہوئی سورۃ الانبیاء کی تفسیر میں حضرت المصلح الموعودؓ نے مسلمانوں کو بشارت اور تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

"ان الارض یرثھا عبادی الصالحون"

کا حکم موجود ہے مستقل طور پر فلسطین عبادی

باقی صفحہ: (۱۹) پر

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی علمی خدمات

﴿محمد ایوب ساجد قائمقام پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان﴾

اللہ تعالیٰ کی قدرت رحمت اور قربت کے اس عظیم نشان کی علمی خدمات کا احاطہ کرنا کسی کے بس کی بات نہیں۔ ایک وہ عظیم وجود جس کا ظہور انبیاء کی صداقت کا نشان ہے ایک وہ علوم ظاہری و باطنی سے تاباں روحانی چاند جو صداقت محمدی کا گواہ بنا سلسلہ موسوی میں طالمود میں اس عظیم وجود کا ذکر بایں الفاظ مندرج ہے:-

"It is also said that he (The Messiah) shall dié and his kingdom deseend to his son"

(بحوالہ طالمود جوزف برکلے باب پنجم صفحہ ۳۷ مطبوعہ لندن ۱۸۷۸ء)

سلسلہ محمدی میں یوں ذکر مذکور ہے:-

مشکوٰۃ المصابیح میں حضرت عبداللہ بن عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:

"ینزل عیسیٰ بن مریم الی الارض یتزوج ویولدلہٗ"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لائیں گے اور شادی کریں گے۔ اور ان کو اولاد دی جائے گی"۔

اس حدیث کی تشریح فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں۔

قد اخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان المسیح الموعود یتزوج ویولدلہٗ ففی ھذا اشارۃ الی ان اللّٰہ یوتیہ وَلَدًا صالحًا یشابہ اباہ ولایاباہ ویکون من عبادہ المکرمین (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۷۸)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر فرمایا کہ مسیح موعود شادی کرینگے اور اُن کے ہاں اولاد ہوگی اس میں اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ایک ایسا نیک بیٹا عطا کرے گا جو نیکی کے لحاظ سے اپنے باپ کے مشابہ ہوگا نہ کہ مخالف اور وہ اللہ تعالیٰ کے معزز بندوں میں سے ہوگا"۔

مختلف مذاہب میں اس موعود مصلح کے آنے کے ذکر کو تحریر کرنے سے طوالت مانع ہے۔ صرف سلسلہ موسویہ اور سلسلہ محمدیہ کا ذکر کرتے ہوئے اس طرف دعوت فکر کرتا ہوں کہ مصلح موعودؓ کا ظہور مذہبی دنیا کا ایک اہم دور ہے جس کی تخم ریزی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ہوئی اور اصلاح کی شیریں نہریں مصلح موعودؓ کے ذریعہ رواں دواں ہوئیں۔

یہ دور صرف امت مسلمہ کے لئے ہی مبارک نہیں ہے بلکہ کائنات کی پوری مذہبی دنیا کیلئے باعث رحمت اور برکت ہے جہاں انسانی ذہن نے نئے نئے علوم اور ایجادات سے نمایاں ترقی کی ہے۔ سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے زمانہ کی ضرورت کے مطابق مذہبی دنیا میں شریعت کے رازوں کو واشگاف فرمایا اور اپنی علوم ظاہری و باطنی کی برکتوں سے دلائل کو ایسی کروٹ دی کہ ساری کائنات انگشت بدنداں رہ گئی۔ آپ تفسیر بیضادی کو پڑھیں۔ آپ تفسیر جلالین کا مطالعہ کریں تفسیر خازن کو دیکھیں غرضیکہ چودہ سو سال میں منظر عام پر آنے والی تفاسیر کو دیکھ کر پھر مصلح موعودؓ کی تفسیر کبیر کا مطالعہ کریں تو آپ بخوبی اس بات سے اتفاق کریں گے کہ مصلح موعود کا ظہور مذہبی دنیا کا ایک اہم موڑ ہے جہاں انسانی ذہنوں کے عروج کے مطابق مذہبی دلائل کو پیش کرنے کی ضرورت تھی یہی وجہ ہے کہ آپ کا نام مصلح رکھا گیا آپ صرف اسلام کے مصلح نہیں آپ صرف امت مسلمہ کے مصلح نہیں بلکہ مصلح عالم ہیں۔ ۲۲۵ کے قریب آپ نے جو کتب تصنیف فرمائی ہیں سینکڑوں خطبات اور تقاریر مذہبی دنیا کی وہ شیریں نہریں ہیں جو مذہبی دنیا کی زندگی کی ضمانت ہی نہیں بلکہ اسے صحت مند طاقتور اور محکم بنانے کا ایک ذریعہ ہیں۔ آپ کی تمام تصانیف علم لدنی کا ایک عظیم خزانہ ہے روحانیت اور اخلاقیات پر آپ کی بصیرت افروز تصانیف کا دائرہ نہایت ہی وسیع و عریض ہے انسان کامل کی تعریف یہ ہے کہ اگر ایک طرف اس کو مالکِ کائنات کی محبت نصیب ہو تو دوسری طرف مخلوقِ خدا کی محبت بھی رکھتا ہو مصلح موعودؓ کی علمی خدمات اس کا عملی نمونہ ہیں ایک طرف اگر آپ نے وحدانیت، روحانیت اور اخلاقیات پر بصیرت افروز کتب خدا تعالیٰ کی محبت میں تصنیف فرمائی ہیں تو دوسری طرف مخلوق خدا کی ہمدردی میں عمرانیات، ارضیات، سیاسیات، اقتصادیات کی پیچیدہ گرہیں بھی کھول دیں۔ اور ان پیچیدہ مسائل کی گرہیں کھول کر علوم کی ایسی نہریں جاری کی ہیں جو رہتی دنیا تک انسان کی ضرورتوں کو پورا کرتی رہیں گی۔

مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ظہور کے بارہ میں طالمود کی حدیث کہ مسیح موعود کی بادشاہت اس کے بیٹے کی طرف منتقل ہوگی اس حدیث کو ذہن میں رکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس کلام یتزوج ویولدلہ پر غور کرنے اور پھر پیشگوئی مصلح موعود کو پڑھنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ یہ مخفی خزانہ منشاء ایزدی سے ہی مخفی تھا اور منشاء ایزدی سے ہی معرضِ وجود میں آیا انسان کے بس کی بات نہیں۔

جسمانی طور پر ایک نحیف و ناتواں آنکھوں کی بیماری کے باعث پڑھائی پر توجہ نہ کرنا تعلیم و تربیت کا کوئی معیاری انتظام نہ ہونے کے باوجود ایک انسان کا علم و عرفان کے آسمانوں کو چھونا ہی نہیں بلکہ وہاں بسیرا کرنا یہ وہبی مقام ہے انسانی محنت کا نتیجہ نہیں۔

"اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا"

علوم و عرفان کے آسمانوں کے اس شہنشاہ کو بچپن سے ہی علم حاصل کرنے کا جہاں از حد شوق تھا وہاں علم کو حاصل کر کے اس کو جاری کرنے کی بھی سخت لگن تھی چنانچہ سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعودؓ مصلح ہی نہیں بلکہ مصلح گر بھی تھے آپ نے دلائل و براہین کی وہ تیز تلواریں ہمارے ہاتھوں میں تھمائیں جو کسی بھی لشکر جرار کا قلع قمع کرنے کیلئے کافی ہیں۔

علم و عرفان کے دلائل کی ان تلواروں سے آراستہ ہونا اور دوسروں کو آراستہ کرنا آپ کی فطرت کا حصہ تھا جہاں مختلف مضامین اور تقاریر میں قوم کو ان دلائل سے آراستہ ہونے کی مؤثر تلقین و نصائح فرمائیں وہاں کئی ٹھوس اقدامات بھی فرمائے۔

چھوٹی عمر میں ہی آپؓ نے رسالہ تشحیذ الاذہان کا اجراء فرمایا۔ اس رسالہ کا اجراء آپؓ نے ۱۹۰۶ء میں فرمایا اور اس رسالہ کو چلانے کیلئے ایک انجمن بنائی جس کا نام انجمن رسالہ تشحیذ الاذہان رکھا گیا۔ اس رسالہ کا نام تشحیذ الاذہان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تجویز فرمایا۔ تشحیذ الاذہان کے معنی ہیں ذہنوں کو تیز کرنا صیقل کرنا۔

قارئین کرام ملاحظہ کریں کہ یہ نام بھی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے منشاء خداوندی سے تجویز فرمایا۔ چھری موجود ہو تو اس کو تیز کیا جا سکتا ہے چھری موجود ہو تو طویل استعمال سے کند ہوگی چھری موجود ہو تو اس کو اصلاح کے بعد قابل استعمال بنایا جا سکتا ہے۔

یہ نام رکھنے میں بھی بہت بڑا ایک فلسفہ پوشیدہ تھا کہ شریعت تو موجود ہے لیکن زمانہ کی ضرورت کے مطابق اس کے معارف کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں بھی آیا ہے جس کا مفہوم یوں ہے کہ اسلام پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اسلام نام کا رہ

سیدنا المصلح الموعودؓ نے ایسے اقدامات فرمائے جن اقدامات نے انسانی ذہنوں کو جلا بخشی ان کو تیز کیا اور ان کے ہاتھوں میں صحیح اسلام اور صحیح قرآن تھما دیا۔ اس رسالہ میں بڑے بڑے تحقیقی مضامین شائع ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں تربیت حاصل کرنے والوں اور مضامین لکھنے والوں کے ہاتھوں میں کافی مواد آ گیا۔

"الحکم" ۲۱ رفروری ۱۹۰۹ء انجمن تشحیذ الاذہان کی کوششوں اور رسالہ تشحیذ الاذہان کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہے:-

"یہ انجمن احمدی قوم کے نونہالان کی انجمن ہے۔ جس کے بانی مبانی احمدی قوم کے فخر اور مخدوم حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد سلمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔ اس انجمن کے سرپرست حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو تھے ہی مگر حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالیٰ اس کے مربی اور محسن رہے۔ انجمن کے جلسوں میں اپنے بہت سے ضروری کام چھوڑ کر بھی ہمیشہ خوشی سے حاضر ہوتے رہے اور وقتاً فوقتاً اپنی تقریروں میں انجمن مذکور کے نوجوان ممبروں کی حوصلہ افزائی اور تعلیم سے کام لیتے رہے اور آج میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ تشحیذ الاذہان کی موجودہ کامیابی پر سب سے زیادہ خوش اور سب سے زیادہ مبارکباد کے قابل آپ ہی کا وجود ہے۔ اس لئے کہ یہ انجمن جس کی ترقی اور کامیابی کے آپ دل سے خواہشمند تھے اور ہیں آپ کے ہاتھوں میں قائم ہوئی اور آپ کے زیر سایہ بڑھی، پھلی پھولی اور ترقی کر رہی ہے۔ اور اس کے خوشگوار پھل آج احمدی قوم کیلئے مایہ ناز ہیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کے قلم اور زبان کے بیش قیمت جواہرات انجمن تشحیذ الاذہان کیلئے سلسلہ کی تاریخ میں دُرّ یتیم سمجھے جا کر ہمیشہ قابلِ [illegible]ت سمجھے جائیں گے ...اور اب نظر آتا ہے کہ وہ کام جو ابتداءً شاید بچوں کا کھیل سمجھا جاتا ہو ایک ایسا کام ہے جس سے یقیناً اللہ اور اس کا رسول خوش ہے اور جس پر یقیناً وقت آنے والا ہے کہ بڑے بوڑھوں کو رشک ہوگا۔ خدمت دین کیلئے بے غرض اور پُر جوش نوجوان تیار کر دینا چھوٹی اور آسان بات نہیں ہے... میں انجمن کے ممبروں، کارکنوں، اور انجمن کے بانی اور سرپرست کو اس کامیابی پر مبارکباد دیتا ہوں۔

انجمن کا رسالہ تشحیذ حضرت صاحبزادہ صاحب کی ایڈیٹری سے نکلتا ہے اور یہ کوئی مبالغہ نہیں بلکہ حق بات ہے کہ رسالہ مذکورہ کے ایڈیٹر کی زبان اور قلم میں وہی شان جلوہ گر ہے جو ہم سب کے آقا اور محبوب مسیح و مہدی کے زبان اور قلم میں تھی"۔

علمی خدمات کا ایک اعلیٰ نمونہ جو کہ آپؓ کے

بچپن سے تعلق رکھتا ہے آپ نے ملاحظہ فرمالیا اس رسالہ میں شائع ہونے والے بلند پایہ مضامین کو اپنوں کے علاوہ غیروں نے بھی سراہا اور بعض بڑے بڑے غیر از جماعت اخبارات آپ کے بچپن کے مضامین کو اپنے اخباروں میں شائع کرتے رہتے۔ جیسا کہ اخبار وکیل امرتسر۔

سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ سے اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے کام لینے تھے آپ کے بچپن کے دور سے ہی پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی تربیت کے دائرے میں لیا تھا جس کے نتیجہ میں آپ کے دل میں اس قسم کی تحریکیں پیدا ہو رہی تھیں جن کے ذریعہ سے آنے والے زمانہ میں ایک انقلاب برپا ہونا مقدر تھا چنانچہ آپ کی تحریک پر ہی انجمن تشحیذ الاذہان نے قادیان میں احمدیہ دارالمطالعہ اور لائبریری کا قیام عمل میں لایا اور مذہبی کتب کا ذخیرہ مذہبی علوم سیکھنے کیلئے قادیان میں جمع کیا گیا جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے دن بدن ترقی کرتی جارہی ہے جون ۱۹۱۳ء میں آپ نے قادیان سے ایک روزنامہ الفضل کے نام سے جاری فرمایا باوجود مالی تنگی کے آپ نے جماعت کی اس ضرورت کو پورا فرمایا اور یہ اخبار آج تک جماعت کی نمایاں خدمات بجالا رہا ہے۔

معزز قارئین! سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ نے بچپن میں ہی یہ تین اہم اقدامات فرمائے۔ ایک رسالہ تشحیذ الاذہان جس میں بڑے بڑے اہم تحقیقی مضامین شائع ہوکر ہر کس و ناکس کی تربیت کا ذریعہ بنے ایک دارالمطالعہ، اور لائبریری کے ذریعہ کتب کا ذخیرہ جمع کیا گیا اور الفضل روزنامہ کے ذریعہ جماعتی خبریں ساتھ کے ساتھ احباب تک پہنچانے کے علاوہ خلیفۃ المسیح کے اہم ارشادات ہدایات اور خطبات ساتھ کے ساتھ احباب جماعت تک پہنچتے رہے۔

سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ کے علمی خدمات کی یہی تین بنیادیں ہیں جنہوں نے اکناف عالم کو ہلا کر رکھ دیا اور نور محمدی ﷺ کو زمین کے کناروں تک پہنچانے میں نمایاں کردار ادا کیا اور کررہے ہیں۔ آج مصلح موعودؓ کی شروع کردہ ان تین اقدامات کی نیابت میں عالم احمدیت کے ۱۷۰ ملکوں میں سینکڑوں رسائل سینکڑوں لائبریریاں اور سینکڑوں اخبارات دنیا بھر کی زبانوں میں شائع ہورہے ہیں۔

خلافت ثانیہ کے ہی مبارک دور میں سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ کی سرپرستی میں درج ذیل اخبارات نکلنے شروع ہوگئے تھے۔

☆ احمدیہ گزٹ-۱۹۲۶ء قادیان سے

☆ مصباح-۱۹۲۶ء قادیان سے

☆ ریویو آف ریلیجنز انگریزی اردو میں ۱۹۲۵ء میں لندن سے

☆ سن رائز-۱۹۲۸ء میں قادیان سے

☆ جامعہ احمدیہ-قادیان سے

☆ تعلیم الاسلام-قادیان سے

☆ احمدی خاتون-قادیان سے

☆ المبشر -قادیان سے

☆ تعلیم الدین-قادیان سے

☆ رفیق حیات-قادیان سے

☆ البشریٰ انگریزی-قادیان سے

☆ مسلم سن رائز امریکہ سے

☆ مسلم ٹائمز-لندن سے

☆ الاسلام-یہ رسالہ صاحبزادگان وخاندان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نکالتے رہے۔

☆ البشارۃ الاسلامیۃ-فلسطین سے

☆ البشریٰ-قادیان سے

☆ سواحلی-مشرقی افریقہ نیروبی سے

☆ الاسلام-ساٹرا سے

☆ مسیح-سیلون سے۔

☆ دی احمدی-ڈھاکہ بنگال سے

مدرسہ احمدیہ کا قیام ۱۹۰۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا اس تعلیمی ادارہ نے بہت بڑے جلیل القدر علماء تیار کئے جن کے علم کا لوہا دنیا تسلیم کرچکی ہے۔ اس ادارے نے علم کی خدمت دنیا کے کناروں تک بجالائی ہے۔ جبکہ اس کے فارغ التحصیل علماء دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد بعض احباب کی طرف سے یہ تجویز آئی کہ اس مدرسہ کو بند کردیا جائے وغیرہ

حضرت مصلح موعودؓ کا بہت عظیم احسان ہے کہ آپ نے فرمایا کہ نہیں مدرسہ احمدیہ جاری رہے گا بند نہیں ہوگا۔ آپ کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ اس مدرسہ سے ہزاروں علماء دینی علم کی شمعیں لیکر دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور خدمات بجالا رہے ہیں۔ اور مدرسہ احمدیہ کی شاخیں کئی ملکوں میں قائم ہوچکی ہیں اور ہر روز سورج نئی ترقی کے ساتھ ان پر طلوع ہوتا ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے ہمیں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے علم عرفان کو پڑھنے پڑھانے سمجھنے سمجھانے کی توفیق عطا فرمائے تا ہم اپنی زندگیوں کو کامیابیوں سے ہمکنار کرسکیں۔ سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود رضی اللہ عنہ بلند پایہ کے مصنف بلند پایہ کے مقرر، مترجم، مفسر اور الٰہی بشارت کے مطابق علوم ظاہری و باطنی سے پُر تھے۔

آپؓ نے متعدد کتب تحریر فرمائی ہیں جو علم عرفان کا بیش بہا خزانہ ہیں ان کی ایک جھلک قارئین کرام کی خدمت میں پیش کی ہے۔

بقیہ: خطاب حضور انور ایدہ اللہ برموقع سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ یوکے

از صفحہ نمبر 20

حضور نے فرمایا کہ جب ایک شخص دین کو دنیا پر مقدم رکھتا ہے تو پھر آنکھ، ناک، کان اور منہ وغیرہ کو غیر محل پر کب استعمال کرسکتا ہے۔ جب ایک شخص اول درجہ کی نیکیوں کو محتاط طریقے سے بجالاتا ہے تو ادنیٰ درجے کی نیکیاں خود بخود عمل میں آنی شروع ہوجاتی ہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ مومنوں سے کہہ دے کہ کسی کے ستر کو آنکھ پھاڑ پھاڑ کر نہ دیکھیں اور باقی تمام فروج کی بھی حفاظت کریں۔ غلط قصے کہانیاں اور جھگڑوں کی باتیں نہ سنیں جائیں۔ اگر مردوں کو نظریں نیچی رکھنے کا حکم ہے تو عورتوں کو اس کے ساتھ پردہ کا حکم بھی ہے۔ اس ملک میں یہ بہانہ بنایا جاتا ہے کہ پردہ مشکل ہے۔ یہ ایک طرح کا کمپلیکس ہے جو خدا تعالیٰ کو خوش کرنے کی بجائے معاشرہ کو خوش کرنے کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ معاشرتی برائیاں ان لوگوں میں اور ان کی اولادوں میں زیادہ جنم لے رہی ہیں جو پردہ نہیں کرتیں۔ حضور نے اس بارہ میں بہت توجہ دلائی ہے اور فرمایا ہے کہ بعض اوقات بہت بھیانک صورت حال سامنے آجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچائے۔

آخر میں حضور انور ایدہ اللہ نے انٹرنیٹ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ بھی پردہ کرنے کے زمرہ میں آتا ہے۔ بعض لڑکے لڑکی بن کر بات چیت کررہے ہوتے ہیں۔ جب جماعت کا تعارف ہوجائے تو لڑکی خوش ہوجاتی ہے کہ چلو تبلیغ ہورہی ہے۔ اگر آپ کی نیت صاف ہے تو دوسری طرف جو لڑکا لڑکی بن کر بیٹھا ہوا ہے آپ کو کیا پتہ کہ اس کی کیا نیت ہے۔ پھر بعض اوقات تصویروں کے تبادلے شروع ہوجاتے ہیں بعض جگہوں پر رشتے بھی ہوئے ہیں اور بھیانک نتائج سامنے آئے ہیں۔ انٹرنیٹ ایک معاشرتی برائی بن کر سامنے آرہا ہے۔ اگر تبلیغ ہی کرنی ہے تو لڑکیاں لڑکیوں ہی کو تبلیغ کریں، لڑکوں کو نہ کریں۔ یہ کام لڑکوں کیلئے ہی رہنے دیں۔ والدین اس بات پر نظر رکھیں کہ کھلے طور پر انٹرنیٹ کے رابطے نہیں ہونے چاہئیں۔ جو شعور کی عمر کے ہیں وہ خود بھی ہوش کریں۔ جن عورتوں نے غیر از جماعت مردوں سے شادیاں کی ہیں اب پشیمانی کا اظہار کرتی ہیں۔ بچوں کا رجحان زیادہ تر باپوں کی طرف ہوتا ہے کیونکہ وہاں آزادی زیادہ ہوتی ہے اگر کچھ بیٹیاں ماں کے زیر اثر جماعت سے کچھ نہ کچھ تعلق رکھ رہی ہوں تو شادی کے موقع پر باپ غیر از جماعت میں ہی شادی کرنا چاہتا ہے۔ بعض باپوں کے خلاف آواز اٹھاتی ہیں لیکن بعض مجبور بھی ہوتی ہیں۔ حضور انور نے نصیحت فرمائی کہ ہوش کریں ورنہ یاد رکھیں کہ احمدی ماؤں کی کوکھ سے نکلنے والے بچے آپ غیروں کی گود میں دینے والی بن رہی ہوں گی۔

حضور ایدہ اللہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پڑھ کر سنایا جس میں بیان ہوا ہے کہ عورتوں کی آزادی فسق و فجور کی جڑ ہے اور یہ کہ موجودہ حالات میں اس بات پر زور دینا کہ آزادی اور بے پردگی ہو گویا بکریوں کو لٹیروں کے آگے رکھ دینا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والیاں ہو۔ اس میں پانچ وقت کی نمازوں کی طرف توجہ ہے۔ نمازوں کو سنوار کر، ٹھہر ٹھہر کر، غور سے ہر لفظ کو ادا کرنا۔ ذہن میں یہ بات رہے کہ ہم اللہ کے حضور حاضر ہیں اس سے مانگنے آئی ہیں۔ یہ باتیں اپنی اولادوں کے ذہنوں میں بھی ڈالیں۔ نمازوں کا اثر ذہنوں پر ہر وقت قائم رہنا چاہئے۔ ہر کام اللہ کے ذکر سے شروع کریں۔ زبانیں اللہ کے ذکر سے تر رکھی جائیں۔ درود شریف کثرت سے پڑھیں۔ خدا تک پہنچنے کا رستہ اب رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ سے ہی ہے۔ جب بچوں کو سکول کیلئے تیار کروارہی ہوں تو ساتھ ساتھ دعائیں جاری رکھیں اس طرح بچوں کو بھی دعاؤں کی عادت ہوگی، وہ اللہ کے فضلوں کے وارث ہوں گے نیز سکول میں اور ہر جگہ آپ کی دعاؤں کے حصار میں ہوں گے۔ خاوندوں کو نمازوں کی طرف توجہ دلائیں۔ خاوند بیوی کا ایک دوسرے کو نماز کیلئے اٹھانا ثواب کا باعث ہے۔ احادیث میں اس کا ذکر ہے۔ پھر انسان کی پیدائش کا مقصد ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے۔ دنیوی چیزیں تو عارضی ہیں، ایک دن ختم ہوجائیں گی۔ آخر ایک دن اللہ کے حضور ہی حاضر ہونا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے دعائیہ فقروں کے ساتھ خطاب کو ختم فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان نیکیوں پر قائم فرمائے۔ آپ سب اللہ کی رضا حاصل کرنے والی ہوں۔ جماعت کی تعلیم پر عمل کرنے والی ہوں۔ جماعت کا وقار بلند کرنے والی ہوں۔ اس اجتماع میں آپ نے جو کچھ سیکھا، اللہ تعالیٰ اس پر عمل کی توفیق آپ سب کو عطا فرمائے۔

اس کے بعد حضور نے اجتماعی دعا کروائی۔

بشکریہ الفضل لندن

نونیت جیولرز

NAVNEET JEWELLERS

الیس اللہ بکاف عبدہ

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

احمدیہ بھائیوں کیلئے خاص تحفہ یہاں

چاندی و سونے کی انگوٹھیاں بھی دستیاب ہیں

Main Bazar Qadian (Pb.) Ph. (S) 220489 (R) 220233

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تنظیمی خدمات

﴿محمد یوسف انور استاد جامعہ احمدیہ قادیان﴾

خدمت دین کو اِک فضل الٰہی جانو
اس کے بدلے میں کبھی طالب انعام نہ ہو
(مصلح موعودؓ)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ولادت خاص الٰہی بشارت اور پیشگوئی کے مطابق ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو ہوئی یہ ولادت ساری دنیا کیلئے ایک عظیم الشان نشان کے رنگ میں ہوئی۔ جس کی تشہیر کئی کتب اور اخباروں ورسالوں میں بھی ہوئی۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے متواتر چالیس روز خدا کے حضور ایک جگہ قیام فرما کر بکثرت دعائیں کیں اور عبادت کی جسکے طفیل پیشگوئی مصلح موعودؓ خدا نے آپ پر ظاہر فرمادی جو کہ سبز اشتہار کے نام سے مشہور ہے جس کا لفظ لفظ الہامی ہے اور جو بھی اوصاف اُس میں بیان کئے گئے ہیں وہ سارے کے سارے من وعن حضرت مصلح موعودؓ میں موجود تھے اور آپؓ نے اپنے دور خلافت میں ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے کہ اپنے تو اپنے غیر بھی عش عش کر اُٹھے۔ آپ کا شمار اُن نادر ہستیوں میں ہوتا ہے جو اس کرۂ ارض پر طویل مدتوں کے بعد ظاہر ہوتی ہیں اور ایسا حسین اور بے نظیر نمونہ چھوڑ جاتی ہیں جس کا اثر اور ذکر صدیوں تک رہتا ہے۔

حضورؓ کی خدمات

حضور رضی اللہ عنہ کی بے شمار خدمات ہیں انفرادی اجتماعی رنگ میں آپ نے مظلوم قوموں فرقوں جماعتوں کی دینی ودنیاوی رنگ میں حسب توفیق خدمات سرانجام دیں اُن سب خدمات کو بیان کرنے کیلئے ایک ضخیم کتاب لکھی جاسکتی ہے۔

خلافت سے قبل بھی آپ نے سلسلہ کی خدمات بجالائیں

یاد رہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیات طیبہ کے آخری حصہ میں اور خلافت اولیٰ کے زمانہ میں آپ کی توجہ تمام تر قرآن مجید اور دیگر علومِ اسلامیہ کے مطالعہ میں لگی ہوئی تھی اور آپ کی تعلیم کے نگران اعلیٰ خود حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل تھے۔ اگرچہ اکثر اوقات آپ کے مطالعہ میں صرف ہوتے تھے لیکن پھر بھی آپ کی ہر حرکت وسکون اس امر پر شاہد تھی کہ آپ اپنی زندگی کے ہر لحظ کو سلسلہ احمدیہ کے مقاصد کی تکمیل کیلئے وقف کئے ہوئے ہیں۔ انہی دنوں میں آپ نے رسالہ تشحیذ الاذہان جاری کیا جس میں دینی عقائد اور مسائل پر خالص علمی نقطہ نگاہ سے بحث کی جاتی تھی پھر ۱۹۱۳ء میں آپ نے خبار الفضل کا اجراء کیا جو پہلے ہفتہ میں دو بار پھر روزانہ شائع ہونے لگا اور یہ سلسلہ کے اخبارات میں اُس وقت میں سے ممتاز حیثیت رکھتا تھا۔

خلفاء کی اطاعت فرض ہے

آپ نے اس بحث میں جو خلافت اولیٰ کے زمانہ میں بعض لوگوں کی طرف سے چھیڑ دی گئی تھی کہ خلیفہ اور صدر انجمن احمدیہ کے آپس میں کیا تعلقات ہونے چاہئیں از خود کوئی حصہ نہیں لیا کیونکہ آپ کے نزدیک خلیفہ کی اطاعت اور فرمانبرداری جزو ایمان تھی اور یہ سوال اُٹھ ہی نہیں سکتا تھا کہ انجمن حاکم ہے یا خلیفہ۔ آپ کے نزدیک خلیفہ کی اطاعت جماعت پر فرض تھی اور جماعت کا کوئی حصہ خواہ افراد ہوں یا انجمن اِس حکم سے باہر نہیں تھا۔ آپ نے اپنی ذات میں اس اطاعت کا نہایت اعلیٰ نمونہ قائم کیا اور آپ کو حضرت خلیفہ اوّلؓ کی ہر رنگ میں کامل خوشنودی حاصل تھی۔ ایک مرتبہ ۱۹۱۴ء میں بیماری کے دوران خلیفہ اوّلؓ نے اپنی جگہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کو امام الصلوٰۃ مقرر فرمایا اور ایک وصیت بھی تحریر فرمائی جس میں بعض اُن صفات کا ذکر فرمایا۔ جو آپ کے نزدیک اُس شخص میں پائی جانی ضروری تھیں۔ جسے آپ کے جانشین کے طور پر منتخب کیا جائے۔

منکرین خلافت

چنانچہ حضرت خلیفہ اوّلؓ کی زندگی کے آخری ایام میں پھر وہی اختلافی تحریک شروع کر دی گئی جس کا مقصد یہ تھا کہ سلسلہ کے انتظام کی باگ ڈور صدر انجمن احمدیہ کے ہاتھ میں ہونی چاہئے اور عملاً خلافت کے نظام کو ختم کر دینا چاہئے اس تحریک کے بانی اور سرکردہ مولوی محمد علی صاحب ایم اے تھے یہ انجمن کے سیکرٹری تھے اور یوں بھی اُنہیں جماعت میں کافی اقتدار حاصل تھا۔ اور وہ بہت عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ اس تحریک کے شدید مخالف تھے۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ کی وفات کے موقعہ پر جماعت کے افراد جو قادیان میں جمع ہوئے ان میں سے صرف چند ایسے تھے جو محمد علی صاحب کی تجویز کے ساتھ متفق تھے۔ باقی جماعت متفقہ طور پر نظام خلافت کے جاری رہنے کے حق میں تھی۔ اور اس کے استحکام کو لابدی یقین کرتی تھی۔ ور چونکہ ان کی نگاہ میں حضرت خلیفہ اوّلؓ کے بعد اس عالی منصب اور مقام کے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ ہی سب سے بڑے اہل تھے۔ اس لئے آپ ہی کا انتخاب عمل میں آیا اور آپ خلیفۃ المسیح الثانی منتخب ہو گئے۔

آپؓ کی انتظامی خدمات پر پہلی نظر

منصب خلافت پر متمکن ہوتے ہی جب سلسلہ کے انتظامی امور کا جائزہ لیا تو ظاہر ہوا کہ یہ امور بہت کچھ بے قاعدگی اور بدانتظامی کا شکار ہورہے تھے۔ اور ساتھ ہی صدر انجمن کے خزانہ میں نہ صرف کوئی روپیہ نہیں بلکہ صدر انجمن خود مقروض ہے چنانچہ علاوہ جماعت کی روحانی اور اخلاقی اصلاح وتربیت کا فرض ادا کرنے کے آپ کو سلسلہ کے انتظامی امور کی اصلاح کی طرف بھی توجہ کرنی پڑی۔ ساتھ مولوی محمد علی صاحب اور اُن کے رفقاء کی طرف سے مخالفت کا جو پروپیگنڈا زور وشور سے جاری تھا اُس کے اثرات سے جماعت کو محفوظ رکھنے اور اُس کے تدارک کی بھی فکر کرنی پڑی۔ غرض آپ کے سامنے جو کام تھے وہ نہایت اہم فوری توجہ کے قابل تھے اور جو مسائل حل طلب تھے وہ نہایت پیچیدہ اور نازک تھے۔ لیکن آپ کا عزم اور استقلال اور آپ کی فراست اور حسن تدبیر ہر پیچیدگی کو سلجھانے اور ہر مشکل کو آسان کرنے میں نمایاں کامیابی حاصل کرتے گئے۔ آپ کے دور خلافت میں جماعت کو کئی ابتلاؤں سے گزرنا پڑا۔ لیکن باہمت اور اولوالعزم امام کی غیر متزلزل استقامت اور دوربین دانش نے ہر مرحلہ پر تمام خطرات کے مقابل پر جماعت کی پوری حفاظت کا انتظام کیا۔

بحیثیت امام جماعت احمدیہ ابتدائے خلافت ہی سے آپ کی توجہ جماعتی نظام کو اس طرح مستحکم کرنے کی طرف لگی ہوئی تھی کہ خلافت راشدہ اسلامیہ کو جن خطرات کا سامنا کرنا پڑا۔ اگر دوبارہ اسی قسم کے خطرات خلافت احمدیہ کو درپیش ہوں تو جماعت ان کا کامیابی کے ساتھ مقابلہ کر سکے۔

نظامت کی تشکیل

نظامِ جماعت کی تشکیل کے سلسلہ میں آپ نے جو جو ذرائع اختیار فرمائے اور جو جو تدابیر سوچیں وہ ایک ایسے شخص سے ہی ممکن تھیں جو مورّخ بھی ہو اور مفکر بھی۔ صاحب علم بھی ہو اور صاحب عمل بھی۔ فطرتِ انسانی سے بھی آشنا ہو اور مختلف انسانی طبقات کے مزاج پر گہری نظر رکھتا ہو اور ان سب کے علاوہ ایک صاحب تجربہ روحانی وجود ہو۔ یہ تمام کمالات آپ کی ذات میں جمع تھے اور اُن کے امتزاج نے اس نظام کو جنم دیا جو آج نظام جماعت احمدیہ کی شکل میں نہایت مستحکم صورت میں دنیا کے سامنے ایک مثالی نظام کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔

صدر انجمن احمدیہ کی مزید تشکیل

جماعت احمدیہ کا مرکزی انتظامی ادارہ جو صدر انجمن احمدیہ کے نام سے موسوم ہے ابتداء میں اس کی یہ صورت نہ تھی بلکہ مختلف مراحل سے گزرنے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے زمانے میں اس نے رفتہ رفتہ موجودہ شکل اختیار کی۔ اگرچہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو حضرت مسیح موعودؑ نے ۱۹۰۶ء میں قائم کیا تھا حضورؓ کی خلافت تک اس کا صرف ایک سیکرٹری ہوا کرتا تھا مگر آپ نے ۱۹۱۹ء میں جب کام بہت وسیع ہو گیا اس کے مختلف کاموں کے لحاظ سے مختلف شعبے قائم کر دیئے۔ حضور رضی اللہ عنہ نے ابتداء میں چند ناظر مقرر فرمائے اور کچھ نظارتیں قائم کیں۔ اور احباب جماعت کو اس کی اطلاع بھی دی تمام نظارتوں کے اوپر اس کا ایک صدر ناظر اعلیٰ مقرر فرمایا۔

نظارتوں کی موجودہ تقسیم

نظارت بیت المال کی ذمہ داری بیان کرتے ہوئے آپؓ نے فرمایا:

’’ان کاموں کے علاوہ جن کا تعلق صدر انجمن سے ہے باقی تمام کاموں کیلئے جس قدر روپیہ کی ضرورت پیش آئے اُسے (یہ صیغہ) مہیا کرے۔ اس سے پہلے ہمارے افسروں کا یہ کام ہوتا تھا کہ ان تمام کاموں کیلئے جو کچھ کوئی دے جائے یا بھیج دے وہ لے لیں لیکن جن لوگوں نے کوئی خاص کام کرنا ہو ان کے خزانے دوسروں کی رائے پر نہیں چھوڑے جا سکتے۔ ان کے کارکنوں کا فرض ہے کہ ضرورت کے مطابق روپیہ بہم پہنچائیں۔ البتہ ایسی حکمت وترکیب سے وصولی کریں کہ افراد تباہ وبرباد نہ ہوں۔ کیونکہ جماعتیں افراد سے بنتی ہیں اور وہ حکومتیں جو افراد کو برباد کر دیتی ہیں کبھی ترقی نہیں کر سکتیں۔

(عرفان الٰہی تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۱۹ء)

نظارت تعلیم: یہ ایک ایسی نظارت ہے جس کے سپرد حسب ذیل نئے کام کئے آپ نے فرمایا:

’’اس صیغہ کے ذمہ یہ کام ہوگا کہ جماعت کے لڑکوں کی فہرستیں تیار کرائے اور معلوم کرے کہ مثلاً زید کے ۳ لڑکے ہیں ان کی تعلیم کا کوئی انتظام ہے یا نہیں اور وہ دینی تعلیم بھی حاصل کر رہے ہیں یا نہیں۔ اگر معلوم ہو کہ نہیں تو اسے کہا اور سمجھایا جائے کہ اپنے بچوں کی تعلیم کا انتظام کرے۔ ایسے لوگ خواہ کہیں رہتے ہوں ان کے بچوں کی تعلیم و تربیت کی نگرانی یہ صیغہ کرے گا اور [illegible]

کرنا اس کا فرض ہوگا اس طرح تمام جماعت کے بچوں پر اس صیغہ کی نظر ہوگی۔ پھر جو شخص فوت ہو جائے گا اس کی اولاد کے متعلق یہ دیکھا جائے گا کہ اس کی تعلیم و تربیت کا کیا انتظام ہے۔ اس کے رشتہ داروں نے کچھ کیا ہے یا نہیں۔ اگر کیا ہے تو تسلی بخش ہے یا نہیں اور کس قدر امداد دینے کی ضرورت ہے۔ (عرفانِ الٰہی)

نظارت تالیف و تصنیف: جس کا فرض ہے کہ جماعت احمدیہ کیلئے ہر قسم کا لٹریچر مہیا کرے۔

نظارت ضیافت: جس کا فرض ہے کہ قادیان دارالامان میں آنے والے مہمانوں اور غرباء اور یتامیٰ و مساکین کیلئے کھانے کا بندوبست کرے۔

نظارت دعوۃ و تبلیغ: جس کا فرض ہے کہ ساری دنیا میں مبلغین اور کتابوں اور رسالوں اور اخبارات اور اشتہارات اور ٹریکٹوں وغیرہ کے ذریعہ دعوت و تبلیغ اسلام کرے اور تبلیغ رسالت کے فرض کو بجالائے۔

نظارت امورعامہ: جس کا فرض ہے کہ جماعت احمدیہ کی تمام مشکلات پیش آمدہ کا حل کرے بیکاروں کو کام پر لگائے۔ احمدیوں کے آپس کے تنازعات کا بذریعہ قضا فیصلہ کرائے۔ وغیرہ۔

نظارت امورخارجہ: جس کا فرض ہے کہ جماعت کے سیاسی حلقوں کی نگہداشت کرے۔

دفتر بہشتی مقبرہ: جس کا فرض ہے کہ جماعت احمدیہ کے مخلصین نیک اور متقی لوگوں کو تحریک کرے کہ وہ اپنی آمد اور جائیداد (منقولہ ہو یا غیر منقولہ) کا کم از کم دسواں حصہ اور زیادہ سے زیادہ تیسرا حصہ اشاعت اسلام کیلئے وصیت کریں۔

نظامت جائیداد: اس کا ایک حصہ ہے۔ جس کا فرض ہے کہ وہ صدر انجمن احمدیہ کی ان تمام حاصل شدہ جائیدادوں کی حفاظت کرے اور ان سے آمدنی پیدا کرے۔ تا اشاعت اسلام پر خرچ کی جاسکے۔

اس کے ساتھ محاسب آڈیٹر کے صیغہ جات بھی ہیں۔

نظارت اعلیٰ: ان سب نظارتوں کی نگرانی کیلئے یہ قائم ہے۔

ہر جگہ جہاں احمدی جماعتیں قائم ہیں انجمن ہائے احمدیہ قائم ہیں ہر جگہ صدر مقرر ہیں یہ مقامی انجمنیں صدر انجمن احمدیہ کی شاخیں ہیں اور صدر انجمن کے ساتھ الحاق رکھتی ہیں ہر جگہ انجمن میں ایک صدر اور ہر شعبہ کا سیکرٹری باقاعدہ مقامی جماعت کے انتخاب اور پھر نظارت علیا کی منظوری سے مقرر ہوتے ہیں۔ امراء کی منظوری خلیفۃ المسیح سے حاصل کی جاتی ہے۔ ان تمام لوکل انجمن کا فرض ہے کہ وہ قادیان دارالامان مرکز جماعت احمدیہ سے آمدہ جملہ احکامات کی پوری پوری تعمیل کرے۔ اسی طرح باقی دنیا میں بھی جہاں جہاں مرکز قائم ہے جیسے ربوہ لندن اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

مجلس مشاورت کا قیام

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جہاں صدر انجمن احمدیہ کے انتظام میں اصلاح کی ضرورت کو محسوس کیا وہاں آپ کو اس ضرورت کا بھی احساس پیدا ہوا کہ ملی امور میں جماعت سے مشورہ لینے کیلئے کوئی زیادہ پختہ اور زیادہ منظم صورت ہونی چاہئے اب تک یہ کام اس طرح پر تھا کہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جبکہ دسمبر کے آخری ہفتہ میں ملک کے مختلف حصوں سے قادیان میں احمدی جمع ہوتے تھے تو اُس وقت ضروری امور میں تبادلہ خیالات کر لیا جاتا تھا۔ مگر حضورؓ نے اس بات کی ضرورت محسوس کی کہ تمام مقامی جماعتوں کو جماعتی امور کے مشورہ میں ازیادہ منسلک کرنے کیلئے کوئی بہتر اور زیادہ باقاعدہ انتظام ہونا چاہئے۔ چنانچہ ۱۹۲۲ء سے آپ نے ایک مجلس مشاورت کی بنیاد قائم کی اور سال بھر میں اس کا کم سے کم ایک اجلاس ضروری قرار دیا اور تمام مقامی جماعتوں سے تحریک کی وہ اس مجلس میں اپنے نمائندے بھجوایا کریں تا کہ ضروری امور میں مشورہ ہوسکے یہ مجلس عموماً ماہ مارچ یا اپریل میں منعقد ہوتی ہے جس میں جماعتوں کے نمائندے شریک ہوتے ہیں۔ یہ نمائندے جو مشورے خلیفہ وقت کو دیتے ہیں وہ خلیفہ وقت کیلئے واجب العمل نہیں ہوتے بلکہ صرف مشورہ کا رنگ رکھتے ہیں مگر باوجود اس کے اس کے تین بڑے فائدے مرتب ہوتے ہیں۔ اوّل یہ کہ حضرت خلیفۃ المسیح کو جماعت کے خیال اور رائے کا علم حاصل ہو جاتا ہے اور چونکہ بالعموم مشورہ قبول کر لیا جاتا ہے اور اگر قبول نہ بھی کیا جائے تو پھر بھی مشاورت میں حضرت خلیفۃ المسیح کی آخری رائے مشورہ سُننے کے بعد قائم ہوتی ہے۔ اس لئے لازماً جماعت کے تمام اہم امور میں جماعت کی رائے کا پرتو داخل ہو جاتا ہے۔ دوسرے اس طریق سے جماعت کو بھی تمام ملّی امور میں نہ صرف تفصیلی اطلاع رہتی ہے بلکہ دلچسپی اور وابستگی بھی قائم رہتی ہے جو قومی ترقی کیلئے بڑی ضروری چیز ہے۔ تیسرے اس کے ذریعہ سے جماعت کے نمائندے اس بات پر عملی تربیت حاصل کرتے ہیں کہ جماعت کے نظام اور کام کو کس طرح چلانا چاہئے۔ مجلس مشاورت میں خلیفہ وقت خود شریک ہوتے ہیں اور ہر شخص رائے دیتے وقت یا دوسرے کی رائے پر جرح کرتے وقت براہِ راست حضرت خلیفۃ المسیح کو مخاطب کرتا ہے اور گو اس مجلس کی اصل غرض و غایت اور مستفسرہ میں خلیفۂ وقت کو مشورہ دینا ہے۔ مگر خاص حالات میں نمائندوں کو یہ بھی اختیار ہوتا ہے کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح کی اجازت سے مرکزی نظام کے ناظروں سے ضروری اطلاع حاصل کریں یا ان کے کام پر رائے زنی کر کے اصلاح کی طرف توجہ دلائیں۔

اس مجلس کے ایجنڈا کا فیصلہ کلیۃً حضرت خلیفۃ المسیح کی رائے پر موقوف ہوتا ہے مگر ہر شخص مجاز ہے کہ اس بارے میں بھی آپ کے سامنے اپنا مشورہ پیش کرے۔ بالعموم پالیسی کے اہم سوالات جماعت کا سالانہ بجٹ مختلف نظارتوں کے سالانہ پروگرام، چندوں کی شرح سے تعلق رکھنے والے سوالات اور ایسے اصولی قواعد و ضوابط جن کا مقامی جماعتوں پر اثر پڑتا ہو مشورہ کیلئے پیش کئے جاتے ہیں۔

مجلس مشاورت کے قیام کے بعد گویا جماعت کے نظام کا ابتدائی ڈھانچہ مکمل ہوگیا۔ یعنی سب سے اوپر خلیفۂ وقت ہے جو گویا سارے نظام کا مرکزی نقطہ ہے۔ اس کے نیچے انتظامی صیغہ جات کو چلانے کے لئے صدر انجمن احمدیہ ہے جس کے مختلف ممبر سلسلہ کے مختلف مرکزی صیغوں کے انچارج ہوتے ہیں۔ اور اس کے بالمقابل مجلس مشاورت ہے جو مختلف مقامی جماعتوں کے نمائندوں کی مجلس سے تمام اہم اور ضروری امور میں خلیفۂ وقت کے سامنے مشورہ پیش کرتی ہے اور جس کی پوزیشن ایک طرف سے ایک حد تک مجلس واضع قوانین کی سمجھی جاسکتی ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ایک بڑی تنظیمی خدمت یہ ہے کہ آپ نے جماعت کو مختلف ذیلی تنظیموں میں منسلک کر کے ان کی تعلیمی و تربیتی اقدار کو محفوظ و مستحکم کرنے کا شاندار نظام جاری فرمایا۔

لجنہ اماءاللہ

احمدی مستورات کی تاریخ میں حضرت سیّدہ امۃ الحیؓ حرم ثانی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا نام ہمیشہ سنہری حروف میں لکھا جائے گا اور دل انہیں محبت سے یاد کرتے ہوئے دُعائیں دیں گے کیونکہ احمدی خواتین کی فلاح و بہبود کیلئے یہ ان ہی کی دلی تڑپ تھی جو بالآخر عالمی تنظیم لجنہ اماءاللہ کی تشکیل کی محرّک بنی۔ خواتین میں خلیفۃ المسیح کے درسِ قرآن کا سلسلہ جاری رکھوانے کا سہرا بھی آپ ہی کے سر تھا۔

چنانچہ حضورؓ نے ۱۹۲۲ء کے آخر میں قادیان میں لجنہ اماءاللہ کی بنیاد رکھی۔ چونکہ عورتیں قوم کا آدھا دھڑ ہوتی ہیں بلکہ بعض لحاظ سے ان کا کام مردوں سے زیادہ ذمہ داری کا رنگ رکھتا ہے کیونکہ قوم کا آئندہ بوجھ اُٹھانے والے نونہال انہی کی گودوں میں پرورش پاتے ہیں اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکیوں کی تربیت پر خاص زور دیا ہے تا کہ وہ اس کام کے قابل بنائی جاسکیں جو بڑے ہو کر انہیں پیش آنے والا ہے۔

اسی نکتہ کو مدنظر رکھتے ہوئے حضورؓ نے بالکل خالصۃً الگ ایک لجنہ کی تنظیم بنائی اور اُس کے قواعد و ضوابط بھی رکھے اللہ کے فضل سے یہ تنظیم اپنے دائرے کے اندر تبلیغ و تربیت اور چندوں کی وصولی کا کام کرتی ہے۔

بعد میں آپؓ نے تمام بیرونی جماعتوں کو بھی تحریک فرمائی کہ وہ اپنی اپنی جگہ مقامی لجنہ قائم کریں چنانچہ آج جہاں جہاں بھی جماعت قائم ہے وہاں لجنہ کی تنظیم قائم ہے اور بڑی بیداری کے ساتھ لجنہ کام کر رہی ہے۔

حضورؓ نے ۱۹۴۵ء میں ناصرات الاحمدیہ کے نام سے احمدی بچیوں کی ایک علیحدہ ذیلی تنظیم تشکیل دی۔ یہ تنظیم صدر لجنہ کی ہدایت کے ماتحت سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ کے زیرِ نگرانی کام کرتی ہے۔ اس تنظیم کے بنیادی مقاصد بچیوں کی تربیت اور ان میں دینی روح کو اُجاگر کرنا اور ان کی تعلیم کا انتظام و انصرام کرنا ہے۔

خدام الاحمدیہ کا قیام

نوجوانوں کی تنظیم اور اُن میں اخلاقِ حسنہ پیدا کرنے کی سکیم بھی آپؓ کی ایک عظیم تنظیمی خدمت ہے ۱۹۳۸ء کے شروع میں حضرت مصلح موعودؓ نے ''خدام الاحمدیہ'' کی بنیاد رکھی اس کی بڑی غرض و غایت جماعت کے نوجوانوں کی تنظیم و تربیت تھی تا کہ ان نونہالوں کو اس اہم کام کے قابل بنایا جاسکے جو کل کو ان کے کندھوں پر پڑنے والا ہے۔ اس مجلس کے موجودہ پروگرام میں منجملہ دیگر امور کے مندرجہ ذیل باتیں نمایاں ہیں۔ اوّل، خدمت خلق، دوئم لوگوں کے دلوں میں اس احساس کو پیدا کرنا اور انہیں اس کی عملی تربیت دینا کہ کوئی کام بھی انسان کی شان سے بعید نہیں اور یہ کہ اپنے ہاتھ سے کام کرنا انسان کیلئے موجب عزت ہے نہ کہ باعثِ ذلت و شرم۔ سوئم جماعت کے ناخواندہ لوگوں کی پرائیویٹ تعلیم کا انتظام کرنا۔

چہارم۔ جماعت کے اندر خلیفۂ وقت اور نظام سلسلہ کے متعلق جذبات اخلاص و محبت و وفا و اس کو ترقی دینا وغیرہ وغیرہ۔

سو اللہ کے فضل سے یہ سارے کام بڑی خوبی کے ساتھ سرانجام پا رہے ہیں۔

اطفال الاحمدیہ کا قیام

حضور خلیفہ ثانیؓ نے ۱۹۳۸ء میں احمدی بچوں کی تربیت کیلئے ایک علیحدہ تنظیم قائم فرمائی جس کا نام آپ کی منظوری سے اطفال الاحمدیہ رکھا گیا۔

آپ نے فرمایا:

قومی نیکیوں کے تسلسل کے قیام کیلئے یہ ضروری ہوتا ہے کہ اس قوم کے بچوں کی تربیت ایسے ماحول اور ایسے رنگ میں ہو کہ وہ ان اغراض

مقاصد کو پورا کرنے کے اہل ثابت ہوں جن اغراض اور مقاصد کو لے کر وہ قوم کھڑی ہوئی ہو“
(الفضل ۲۲ اپریل ۱۹۳۸ء)

مجلس اطفال الاحمدیہ کی نگرانی مجلس خدام الاحمدیہ کرتی ہے۔ اور اب اس وقت اطفال الاحمدیہ کی تنظیم مختلف ممالک میں قائم ہو کر ایک عالمگیر حیثیت رکھتی ہے۔ یہ ۵ سال سے لیکر ۱۵ سال تک کے عمر کے بچے اس میں شامل ہیں جبکہ ۱۵ سے لیکر ۴۰ سال تک خدام اور ۴۰ سے لیکر آخر تک انصار ہیں۔

مجلس انصار اللہ کا قیام

خلافت ثانیہ کے دور میں حضرت مصلح موعودؓ نے نومبر ۱۹۲۶ء میں اسی نام سے ایک انجمن بنائی اور اس کا بنیادی مقصد یہ قرار دیا گیا کہ اس انجمن کے ممبر نئی نسل کی اس رنگ میں تربیت کریں کہ وہ خدمت دین کا فریضہ سرانجام دے سکیں اور آنے والی عظیم ذمہ داریوں کو اٹھا سکیں اور آپ نے ۲۷ دسمبر ۱۹۲۶ء کے خطبہ جمعہ میں اعلان فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ باہر کی جماعتوں میں بھی اس کی شاخیں قائم ہوں اور وہ اس رنگ میں نئی پود کی تعلیم و تربیت کا کام کریں کہ وہ جماعت کے مثالی ممبر ثابت ہوں۔

۲۶ جولائی ۱۹۴۰ء کے خطبہ جمعہ میں سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ نے ۴۰ سال سے زائد عمر والے احمدی مردوں کی تنظیم مجلس انصار اللہ کے نام سے قائم فرمائی جس کے پہلے صدر حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ مقرر کئے گئے پہلے صرف قادیان تک یہ محدود تھی بعد میں ہر احمدی کیلئے اس میں شمولیت کو ضروری قرار دیا گیا۔

حضرت مصلح موعودؓ نے ۱۹۵۶ء میں سالانہ اجتماع کے موقع پر ایک نیا عہد نامہ اس کیلئے تجویز کیا۔

اللہ کے فضل سے یہ ذیلی تنظیم بھی اکناف عالم میں مختلف رنگ میں خدمات بجا لا رہی ہے۔

محکمۂ قضاء

۱۹۲۵ء میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے اسلامی محکمہ قضا کا اجراء فرمایا۔ اس نظام کے ماتحت ابتدائی سماعت اور فیصلہ کے اختیارات قاضیوں کے سپرد ہیں ایک قاضی کے فیصلہ سے بورڈ کے اوپر اپیل ہوسکتا ہے اور بورڈ کے فیصلہ سے خلیفہ وقت کے پاس اپیل ہوسکتا ہے۔ اگر کسی تنازعہ میں خلیفۂ وقت خود فریق ہو یا فیصلہ کا اثر خلیفۂ وقت پر پڑتا ہو تو بورڈ کا فیصلہ آخری اور قطعی ہوتا ہے۔

ناظروں کی رہنمائی

حضور مصلح موعودؓ کا طریق کار یہ تھا کہ روزمرہ کے انتظامی امور میں ناظروں کو بلا کر براہ راست ہدایات دیتے تھے اور ان کے کام کی خود نگرانی فرماتے تھے لیکن اس کے علاوہ جماعتی تربیت کی خاطر بعض اوقات پبلک تقاریر میں بھی ناظروں کی اس رنگ میں رہنمائی فرماتے کہ جماعت بھی سلسلہ کے انتظامی طریق کار سے آگاہ ہو جائے اور آئندہ سلسلہ کو تربیت یافتہ کارکنان مہیا ہونے میں مدد ملے۔ اس سلسلہ میں حضورؓ کے بہت سے ارشادات ہیں لیکن اُن سب کو یہاں بیان نہیں کیا جاسکتا ہے۔

فرمایا:

”کامل اطاعت اور فرمانبرداری نہایت ضروری ہے اور یہ صرف خلیفہ سے ہی مخصوص نہیں۔ بعض لوگ اس وہم میں مبتلا ہوتے ہیں کہ بس خلیفہ کی بات ماننا ہی ضروری ہے اور کسی کی ضروری نہیں۔ خلیفہ کی طرف سے مقرر کردہ لوگوں کا حکم بھی اسی طرح ماننا ضروری ہوتا ہے جسطرح خلیفہ کا۔ کیونکہ خلیفہ تو براہِ راست ہر ایک شخص تک اپنی آواز نہیں پہنچا سکتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَن اطَاعَ امیری فقد اطاعنی و من عصی امیری فقد عصانی (الفضل ۱۹۳۷ء)

نظام امارت

صدر انجمن احمدیہ کے نظام کی تکمیل کے ساتھ ساتھ حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت احمدیہ کی متفرق شاخوں کی ازسرِ نو تنظیم کی طرف بھی توجہ دی اور ہر جگہ باقاعدہ امارت کا نظام دائم کرنے کے علاوہ صدر انجمن احمدیہ کے شعبہ جات کا ایک مقامی نمائندہ بھی مقرر کرنے کا انتظام فرمایا۔

حضورؓ نے ”امارت“ کے فرائض۔ امیر کی پوزیشن اطاعت امیر کے سلسلہ میں قابل قدر نصائح فرمائیں اور تفصیل سے اس پر روشنی ڈالتے ہوئے قواعد و ضوابط کی تعمیل کرنی ضروری قرار دی۔

محکمہ ڈاک و پرائیویٹ سیکرٹری کا دفتر

پرائیویٹ سیکرٹری جس کے تحت حضرت امام جماعت احمدیہ سے روزانہ ملاقات کرنے والوں کیلئے انتظام کیا جاتا ہے۔ اور روزانہ خطوط جن کی تعداد کئی ہزار ہوتی ہے۔ اُن کے جوابات جو حضرت امام جماعت احمدیہ کی طرف سے دیئے جاتے ہیں اُن کی کاپی کی جاتی ہے اور کئی خطوط انتظامی صورت میں قابل تعمیل ہوتے ہیں ان کی تعمیل بھی یہی دفتر حسبِ ارشاد کرتا ہے۔

غرضیکہ حضورؓ دن رات سلسلہ کے کاموں میں محو رہتے تھے حضورؓ باوجود انتھک کاموں کے ایک حبہ بھی معاوضہ میں نہیں لیتے بلکہ کئی دفعہ سلسلہ کے کاموں میں اپنے پاس سے ہزار ہا روپے صرف کر دیتے ہیں اور کئی مفلوک الحال لوگوں کی اور کئی یتامیٰ و بیوگان کی خود مدد فرماتے ہیں۔

غرضیکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اُس دور میں جماعت احمدیہ کے سلسلہ کو مدبّر اور اولوالعزم طریقہ سے جس نہج اور ڈگر پر پہنچایا اُس کا اعتراف بارہا مخالفین نے بھی کیا ہے بلکہ حیرت کا اظہار کیا ہے اور بعض نے حضورؓ کی عالی شان خدمات کو اور اس تنظیم کے مختصر خاکہ کا بھی اپنے اخبارات میں نقشہ کھینچا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تنظیمی خدمات کا نتیجہ آج ہر لحاظ سے ہر جگہ ہمیں پہلے سے بڑھ چڑھ کر نظر آ رہا ہے اور اُس کا پھل ہم سب کھا رہے ہیں اور جماعت کو اتنی وسعت طاقت عظمت اور شان خدا نے عطا کی ہے کہ اب دنیا کی کوئی طاقت اسے ہم سے چھین نہیں سکتی اور خلافت کی اطاعت میں جماعت کا کوئی بال بھی بیکا نہیں کرسکتا۔

”ہمیشہ سلسلہ کے کاموں کو عزت کی نگاہ سے دیکھو“۔

(ارشاد مصلح موعودؓ)

فرمایا:

”تم جو چاہو کرلو لیکن یاد رکھو وہ دن آنے والا ہے جب احمدیت کے کاموں میں حصہ لینے والے بڑی بڑی عزتیں پائیں گے لیکن ان لوگوں کی اولاد کو جو اس وقت جماعتی کاموں میں کوئی دلچسپی نہیں لیتے دھتکار دیا جائے گا۔ جب انگلستان اور امریکہ ایسی بڑی بڑی حکومتیں مشورہ کیلئے اپنے نمائندے بھیجیں گی اور وہ اسے اپنے لئے موجب عزت خیال کریں گے اس وقت ان لوگوں کی اولاد کہے گی کہ ہمیں بھی مشورہ میں شریک کرو۔ لیکن کہنے والا انہیں کہے گا کہ جاؤ تمہارے باپ دادوں نے اس مشورہ کو اپنے وقت میں رد کر دیا تھا اور جماعتی کاموں کی انہوں نے پرواہ نہیں کی تھی اس لئے تمہیں بھی مشورہ میں شریک نہیں کیا جاسکتا۔

پس اس غفلت کو دور کرو اور اپنے اندر یہ احساس پیدا کرو جو شخص سلسلہ کی کسی میٹنگ میں شامل ہوتا ہے اس پر اس قدر انعام ہوتا ہے کہ امریکہ کی کونسل کی ممبری بھی اس کے سامنے ہیچ ہے اور اُسے سو حرج کر کے بھی اس میٹنگ میں شامل ہونا چاہئے۔ اگر وہ اس میٹنگ میں شامل نہیں ہوتا تو اس کی غیر حاضری کی وجہ سے سلسلہ کو تو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا لیکن وہ خود الٰہی انعامات سے محروم ہو جائے گا۔ جب شوریٰ نہیں تھی تب بھی کام چلتا تھا اور اب شوریٰ بلائی جاتی ہے تو تب بھی کام چل رہا ہے۔ پس تم حصہ لو یا نہ لو سلسلہ کا کام تو چلتا رہے گا۔ ہاں اگر تم اس وقت جماعتی کاموں میں حصہ نہیں لیتے اور انہیں اپنے لئے موجب عزت خیال نہیں کرتے تو تمہاری اولادیں آئندہ انعامات سے محروم ہو جائیں گی۔ لوگ اپنی زندگیوں میں اپنی اولادوں کیلئے ہزاروں ہزار روپیہ کی جائیدادیں بنا جاتے ہیں تا ان کے کام آئیں تم بھی اگر سلسلہ کے کاموں میں حصہ لیتے رہے تو تمہارا ایسا کرنا تمہاری اولاد کیلئے ایک بہت بڑی جائیداد ثابت ہوگا۔ یاد رکھو کہ اگر تم میں سے کسی کو سلسلہ کے کسی کام کیلئے مقرر کیا جائے تو اس کا اسے بھاگنا سخت غلطی ہے۔ تم سلسلہ کے کام کی سرانجام دہی میں ہرگز کوتاہی نہ کرو بلکہ اسے اپنی عزت کا موجب سمجھو۔ اگر تم سلسلہ کے کاموں کو عزت والا قرار دو گے تو خدا تعالیٰ بھی تمہیں عزت والا بنا دے گا کو اس وقت جماعت کے پاس دولت نہیں، اسے دنیا میں کوئی اہمیت حاصل نہیں لیکن تھوڑے عرصہ میں ہی احمدیت دنیا پر غالب آنے والی ہے اور اس کے آثار خدا کے فضل سے نظر آ رہے ہیں۔ بڑے بڑے لوگوں کی توجہ احمدیت کی طرف ہو رہی ہے۔ یہ بڑے بڑے لوگ جس وقت بھی آئیں گے وہ احمدیت کو زیادہ معزز سمجھیں گے اور احمدیت کی وجہ سے انہیں اور عزت حاصل ہوگی۔ لیکن جو لوگ سلسلہ کے کاموں میں شریک نہ ہوں گے ذلت اور وقت کا ضیاع سمجھیں گے ان کے ساتھ میں عزت دیر سے آئے گی اور اگر وہ عزت آ گئی تو جن لوگوں نے اپنے وقت میں سلسلہ کی خدمت میں کوتاہی کی ہوگی ان کی اولادیں اس عزت سے محروم ہو جائیں گی۔ پس آئندہ کیلئے احتیاط کرو اور ہمیشہ سلسلہ کے کاموں کو عزت کی نگاہ سے دیکھو۔ تم میں سے کسی کو سلسلہ کے کسی کام پر مقرر کیا جائے تو وہ سمجھے کہ خدا تعالیٰ نے اسے بہت بڑے خطاب سے نوازا ہے۔ رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۵۶ء

خدا ہمیں حضورؓ کی ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

دعائوں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی اسد محمود بانی
BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات
Our Founder :
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908-1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES ★ BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700072
کلکتہ
SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236-2096, 236-4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی سیرۃ طیبہ کے چند درخشاں پہلو

.......سی شمس الدین استاد جامعہ احمدیہ قادیان.......

یوم مصلح موعودؓ کی مناسبت سے حضور رضی اللہ عنہ کی سیرۃ طیبہ کے چند درخشاں پہلو قارئین کی خدمت میں پیش ہیں۔

تعلق باللہ

بچپن سے ہی آپ کا اللہ تعالیٰ سے تعلق تھا۔ آپؓ کے استاد حضرت مولانا سید سرور صاحبؓ بیان فرماتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ مجھ سے پڑھا کرتے تھے تو ایک دن میں نے کہ میاں آپ کے والد صاحب کو تو کثرت سے الہام ہوتے ہیں۔ کیا آپ کو بھی الہام ہوتا ہے اور خوابیں وغیرہ آتی ہیں؟ تو میاں صاحب نے فرمایا کہ مولوی صاحب خوابیں تو بہت آتی ہیں اور ایک خواب تو میں تقریباً روز ہی دیکھتا ہوں اور جوں ہی میں تکیہ پر سر رکھتا ہوں اُس وقت سے لیکر صبح کو اٹھنے تک یہ نظارہ دیکھتا ہوں کہ ایک فوج ہے جس کی میں کمان کر رہا ہوں اور بعض دفعات ایسا دیکھتا ہوں کہ سمندروں سے گزر کر آگے جا کر حریف کا مقابلہ کر رہا ہوں اور کئی بار ایسا ہوا کہ میں نے پار گزرنے کیلئے کوئی چیز نہیں پائی تو سرکنڈے وغیرہ سے کشتی بنا کر اس کے ذریعے پار ہو رہا ہوں اور حملہ آور ہو گیا ہوں میں نے جس وقت آپ سے یہ خواب سنا اسی وقت میرے دل میں یہ بات گڑ گئی کہ یہ شخص کسی وقت یقیناً جماعت کی قیادت کریگا اور میں نے اسی وجہ سے کلاس میں بیٹھ کر پڑھانا چھوڑ دیا آپ کو اپنی کرسی پر بٹھاتا اور خود آپ کی جگہ بیٹھ کر آپ کو پڑھاتا اور میں نے خواب سن کر آپ کو یہ بھی عرض کر دیا تھا کہ میاں! آپ بڑے ہو کر مجھے بھلا نہ دیں۔ اور مجھ پر بھی نظر شفقت رکھیں۔ (بحوالہ الفضل ۱۶ فروری ۱۹۶۸ء)

صرف اتنا ہی نہیں کہ آپ کی زندگی میں آپ کو بہت سے الہامات بھی ہوئے ہیں جو درحقیقت اسلام کے مستقبل کی پیشگوئیاں تھیں اور وہ پوری بھی ہو چکی ہیں۔

آپ ابھی نوجوان ہی تھے اس وقت کی آپ کی ایک کامل دُعا نمونۃً درج ہے۔ جس سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ آپ کے دل میں اسلام احمدیت اور خلیفہ وقت کے ساتھ کیسی محبت تھی۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک نہایت ہی پیاری اور جامع دُعا افادۂ عام کیلئے پیش کی جاتی ہے۔

''اے میرے مالک، قادر خدا، میرے پیارے میرے مولیٰ۔ میرے رہنما، اے خالق ارض وسماء، اے متصرف آب وہوا اے خدا جس نے آدم سے لے کر حضرت عیسیٰ تک لاکھوں ہادیوں اور کروڑوں رہنماؤں کو دنیا کی ہدایت کیلئے بھیجا۔ اے وہ علی وکبیر جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسا عظیم الشان رسول مبعوث کیا۔ جس نے مسیح سا رہنما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں پید کیا۔ اے نور کے پیدا کرنے والے۔ اے ظلمات کو مٹانے والے۔ تیرے حضور ہاں صرف تیرے ہی حضور مجھ سا ذلیل بندہ جھکتا ہے اور عاجزی کرتا ہے کہ میری صدا سن اور قبول کر۔ کیونکہ تیرے ہی وعدوں نے مجھے جرأت دلائی کہ میں تیرے آگے کچھ عرض کرنے کی جرأت کروں۔ میں کچھ نہ تھا تو نے مجھے بنایا۔ میں عدم میں تھا تو مجھے وجود میں لایا۔ میری پرورش کیلئے اربعہ عناصر بنائے اور میری خبر گیری کیلئے انسان کو پیدا کیا جب میں اپنی ضروریات بیان تک نہ کر سکتا تھا۔ تو نے مجھ پر وہ انسان مقرر کئے جو میری فکر خود کرتے تھے۔ پھر مجھے ترقی دی اور میرے رزق کو وسیع کیا۔ اے میری جان تو نے آدم کو میرا باپ بننے کا حکم دیا اور حوا کو میری ماں مقرر کیا اور اپنے غلاموں میں سے ایک غلام کو جو تیرے حضور میں عزت سے دیکھا جاتا تھا اس لئے مقرر کیا کہ وہ مجھ سے بے سمجھ اور نادان اور کم فہم انسان کیلئے تیرے دربار میں سفارش کرے اور تیرے رحم کو میرے لئے حاصل کرے۔ میں گنہ گار تھا تو نے ستاری سے کام لیا۔ میں خطاکار تھا تو نے غفاری سے کام لیا۔ ہر ایک تکلیف اور دکھ میں میرا ساتھ دیا۔ جب کبھی مجھ پر مصیبت پڑی تو نے میری مدد کی اور جب کبھی میں گمراہ ہونے لگا تو نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ باوجود میری شرارتوں کے تو نے چشم پوشی کی اور باوجود میرے دور جانے کے تو میرے قریب ہوا۔ میں تیرے نام سے غافل تھا مگر تو نے مجھے یاد رکھا۔ ان موقعوں پر جہاں والدین اور عزیز واقرباء اور دوست وغمگسار مدد سے قاصر ہوتے ہیں تو نے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھایا اور میری مدد کی میں غمگین ہوا تو تو نے مجھے خوش کیا۔ میں افسردہ ہوا تو تو نے مجھے شگفتہ کیا۔ میں رویا تو تو نے مجھے ہنسایا۔ کوئی ہوگا جو فراق میں تڑپا ہو۔ مجھے تو تو نے خود ہی چہرہ دکھایا۔ تو نے مجھ سے وعدے کئے اور پورے کئے اور کبھی نہیں ہوا کہ تجھ سے اپنے اقراروں کے پورا کرنے میں کوتاہی ہوئی۔ میں نے بھی تجھ سے وعدے کئے اور توڑے مگر تو نے اس کا کچھ خیال نہیں کیا۔ میں نہیں دیکھتا کہ مجھ سا گنہ گار کوئی اور بھی ہوا اور میں نہیں جانتا کہ مجھ سے زیادہ مہربان تو کسی اور گنہ گار پر بھی ہو۔ تیرے جیسا شفیق وہم وگمان میں بھی نہیں آ سکتا۔ جب میں تیرے حضور میں گڑگڑایا اور زاری کی تو نے میری آواز سنی اور قبول کی۔ اور میں نہیں جانتا تو نے کبھی میری اضطرار کی دُعا رد کی ہو۔

پس اے میرے خدا میں نہایت درد دل سے اور سچی تڑپ کے ساتھ تیرے حضور میں گرتا اور سجدہ کرتا ہوں اور عرض کرتا ہوں کہ میری دعا کو سن اور میری پکار کو پہنچ۔ اے میرے قدوس خدا میری قوم ہلاک ہو رہی ہے اسے ہلاکت سے بچا۔ اگر وہ احمدی کہلاتے ہیں تو مجھے ان سے کیا تعلق جب تک ان کے دل اور سینے نہ صاف ہوں۔ اور وہ تیری محبت میں سرشار نہ ہوں۔ مجھے ان سے کیا غرض سوائے رب میرے اپنی صفات رحمانیت اور رحیمیت کو جوش میں لا اور ان کو پاک کر دے صحابہ کا جوش وخروش ان میں پیدا ہو اور وہ تیرے دین کے لئے بے قرار ہو جائیں۔ ان کے اعمال۔ ان کے اقوال سے زیادہ عمدہ اور صاف۔ وہ تیرے پیارے چہرے پر قربان ہوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا۔ تیرے مسیح کی دُعائیں ان کے حق میں قبول ہوں اور اس کی پاک اور سچی تعلیم ان کے دلوں میں گھر کر جائے۔

اے میرے خدا! میری قوم کو تمام ابتلاؤں اور دکھوں سے بچا اور قسم قسم کی مصیبتوں سے انہیں محفوظ رکھ۔ ان میں بڑے بڑے بزرگ پیدا کر۔ یہ ایک قوم ہو جائیں جو تو نے پسند کر لی ہو اور یہ ایک گروہ ہو جس کو تو ... اپنے لئے مخصوص کرے۔ شیطان کے تسلط سے محفوظ رہیں اور ہمیشہ ملائکہ کا نزول ان پر ہوتا رہے۔ اس قوم کو دین ودنیا مبارک کر۔ مبارک کر۔ آمین۔ ثم آمین۔ یارب العالمین۔''

اس کے بعد میں اپنے لئے۔ اپنے بھائیوں کیلئے۔ اپنی والدہ کیلئے اپنی ہمشیروں کیلئے۔ اپنے دوستوں کیلئے اور ان لوگوں کیلئے جن کے نام نیچے لکھتا ہوں دُعا کرتا ہوں اور نہایت عاجزی سے دُعا کرتا ہوں کہ ہم کو دین ودنیا میں مبارک کر۔ نیک کر۔ پاک کر۔ اپنے لئے چن لے۔ ہدایت کا پھیلانے والا بنا۔ اسلام کا خادم بنا۔ اور صحت وپاک امر عطا فرما۔ ہم اسلام پر مریں اور تو ہماری وفات پر خوش ہو جا ہماری عمر تیری ناراضگی سے پاک ہو۔ پھر میں خاص طور پر خلیفہ وقت کیلئے دُعا کرتا ہوں کہ اے میرے رب ان کے علم وفضل میں ترقی دے۔ ان کو اپنے کام میں کامیاب کر اور ہر قسم کے دکھوں سے بچا۔ ان کی تدابیر میں برکت ڈال اور ان راہوں پر چلا جو اسلام کی راہیں ہوں۔

میری اس دُعا کو اس جگہ نقل کرنے سے یہ غرض ہے کہ شاید کوئی نیک روح فائدہ اٹھائے...اور خاص طور سے جماعت احمدیہ اور اسلام کی ترقی کیلئے دُعاؤں میں لگ جائے۔ میں آخر میں پھر اپنے احباب پر زور دیتا ہوں کہ اس وقت کو ضائع مت کرو۔ رات کو خدا کے حضور چلاؤ اور دن کو صدقہ کرو یہ ایک ایسی سچی تدبیر ہے کہ اگر تم میں سے ایک جماعت سچے دل سے ایسا کرنے والی نکل آئے گو خدا اپنے پاک کلام میں کامیابی کا وعدہ دیتا ہے۔ پس کون بد بخت ہے جس کو خدا کے وعدوں پر اعتبار نہ ہو۔ خدا کرے کہ ہم لوگوں میں وحدت پیدا ہو اور ہم کو نیک اعمال اور دُعاؤں کی توفیق ملے اور ظلمت کے دن دور ہو کر اسلام کا نورانی چہرہ پھر دنیا پر ظاہر ہو۔ آمین یارب العالمین۔'' (الحکم جلد ۲۰، جولائی ۱۹۱۸ء صفحہ ۱۷)

عشق رسول ﷺ

اسلام کے بعد حضرت بانی اسلام سے بھی آپ کی محبت اور آپ کا شوق قابل تعریف ہے۔ آپ کے بارہ میں خدا نے فرمایا تھا کہ اے مسیح موعود۔ آنے والا بچہ حسن واحسان میں تیرا مثیل ہوگا۔ ہم سب بخوبی جانتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ کے عاشق صادق سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود تھے اور آپ کے بعد سیدنا حضرت محمد ﷺ پر کئے جانے والے حملے جب سیدنا محمودؓ کے زمانہ میں دہرانے کی نے ناپاک اشتعال انگیز باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں کیں۔ تو ان تمام حالات میں آپ نے اپنے والد کا مثیل بن کر اس طوفان بے تمیزی کا سدباب کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں آپ فرماتے ہیں۔

محمد پر ہماری جاں فدا ہے
کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے
میرا دل اسی نے روشن کر دیا ہے
اندھیرے گھر کا میرے وہ دیا ہے
میرا ہر ذرہ ہو قربان احمد
میرے دل کا یہی اک مدعا ہے

عشق مسیح موعودؑ اور آپ پر یقین کامل

حضرت مسیح موعودؑ سے آپ کا جو عشق تھا وہ یہاں ذکر کئے بغیر آپ کی تاریخ نامکمل رہ جاتی ہے۔ اگرچہ کے حضور آپ کے والد ماجد تھے اور دوسری طرف بچپن سے ہی ایک مامور من اللہ اور ایک سچے مطاع کی حیثیت سے آپ حضور کو دیکھتے تھے۔ بچپن کا ایک واقعہ ہے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:-

میری عمر نو یا دس برس کی تھی میں اور ایک اور طالب علم گھر میں کھیل رہے تھے الماری میں ایک کتاب پڑی ہوئی تھی جس پر نیلا جزدان تھا اور وہ ہمارے دادا صاحب کے وقت کی تھی نئے نئے علوم ہم پڑھنے لگے تھے اس کتاب کو جو کھولا تو اس میں لکھا تھا کہ اب جبرائیل نازل نہیں ہوتا میں نے کہا یہ غلط ہے میرے ابا پر تو نازل ہوتا ہے۔ اس لڑکے نے کہا جبرائیل نہیں آتا کتاب میں لکھا ہے۔ ہم میں بحث ہوگئی۔ آخر ہم دونوں حضرت صاحب کے پاس گئے اور دونوں نے اپنا اپنا بیان پیش کیا۔

آپ نے فرمایا کتاب میں غلط لکھا ہے۔ جبرائیل اب بھی آتا ہے۔ (الحکم جوبلی نمبر دسمبر ۱۹۳۹)

ایک اور واقعہ ہے جس کو حضرت مصلح موعودؓ اپنے بچپن کی بیوقوفی میں شمار کرتے تھے مگر یاد کر کے روتے بھی تھے اور ناز بھی کرتے تھے گرمی کے موسم میں حضور کے زمانہ میں سب صحن میں سو رہے تھے۔ آسمان پر بادل آئے اور گرجنے لگے اسی دوران قادیان کے قریب کہیں بجلی گر پڑی مگر اس کی کڑک اس زور کی تھی کہ قادیان کے ہر گھر نے سنی اور سمجھا کہ شائد یہ بجلی ان کے گھر میں ہی گری ہے۔ اس وجہ سے تمام لوگ کمروں میں چلے گئے جس وقت بجلی کی یہ کڑک ہوئی اس وقت ہم بھی جو صحن میں سو رہے تھے اٹھ کر اندر چلے گئے مجھے آج تک وہ نظارہ یاد ہے جب حضرت مسیح موعودؑ اندر کی طرف جانے لگے تو میں نے اپنے دونوں ہاتھ آپ کے سر پر رکھ دیئے کہ اگر بجلی گرے تو مجھ پر گرے ان پر نہ گرے جب بعد میں ہوش ٹھکانے آئے تو مجھے اپنی اس حرکت پر ہنسی آئی کہ ان کی وجہ سے تو ہم نے بجلی سے بچنا تھا نہ یہ کہ ہماری وجہ سے وہ۔ (الفضل ۲۵ جنوری ۱۹۴۰ء)

حضور پر اپنے یقین کامل کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ میں علمی طور پر بتلاتا ہوں کہ میں نے حضرت صاحب کو والد ہونے کی وجہ سے نہیں مانا تھا بلکہ جب میں گیارہ سال کے قریب تھا تو میں نے ارادہ کیا تھا کہ اگر میری تحقیقات میں وہ نعوذ باللہ جھوٹے نکلے تو میں گھر سے نکل جاؤنگا مگر میں نے ان کی صداقت کو سمجھا اور میرا ایمان بڑھتا گیا حتّی کہ آپ فوت ہوئے تو میرا یقین اور بھی بڑھ گیا۔

(الفضل ۶ جون ۱۹۲۴ء)

قارئین اس ۱۹ سال کے نوجوان کی زندگی میں انتہائی پر خطر ماحول میں جبکہ حضورؑ کی وفات ہوئی حضرت اماں جان نے سارے بچوں کو اکٹھا کر کے وصیت فرمائی۔ بچو اگر گھر خالی دیکھو تو یہ نہ سمجھنا کہ تمہارے والد تمہارے لئے کچھ نہیں چھوڑ گئے۔

انہوں نے آسمان پر تمہارے لئے دعاؤں کا بڑا بھاری خزانہ چھوڑا ہے جو تمہیں وقت پر ملتا رہے گا۔ اور دوسری طرف اولوالعزم حضرت مرزا محمود احمدؓ کی زندگی کا نیا دور شروع ہو چکا تھا آپ نے حضور کی نعش مبارکہ کے سرہانے کھڑے ہو کر مقدس عہد کیا۔

کہ اے خدا میں تجھ کو حاضر ناظر مان کر تجھ سے سچے دل سے یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر ساری جماعت احمدیت سے پھر جائے تب بھی وہ پیغام جو حضرت مسیح موعود کے ذریعہ تو نے نازل فرمایا ہے میں اس کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلاؤں گا۔

یہ ایک ایسا عہد تھا کہ سن کر سست لوگ چست ہوگئے جاہل عالم بن گئے غافل مطیع بن گئے گویا مردے جی اٹھے اور اللہ کے فضل سے سیدنا محمودؓ نے اس عہد کے عین مطابق ولولہ ہمت اولوالعزمی کے ساتھ اسلام کی خدمت انجام دی۔

اطاعت وفرمانبرداری

آپ بچپن سے ہی اطاعت و فرمانبرداری میں پکے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ پیش آمدہ ایک واقعہ ہے۔

حضرت سید فضل شاہ صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضور اقدس چوبارہ کے صحن میں بیٹھے تھے اور بادام آگے رکھے تھے میں بادام توڑ رہا تھا کہ اتنے میں حضرت میاں بشیر الدین محمودؓ جن کی عمر اس وقت چار پانچ سال کی ہوگی تشریف لائے اور سارے بادام اٹھا کر جھولی میں ڈال لئے حضرت اقدس نے یہ دیکھ کر فرمایا یہ میاں بہت اچھا ہے زیادہ نہیں لے گا صرف ایک دو لے گا باقی ڈال دیگا جب حضور نے یہ فرمایا تو میاں نے جھٹ سب بادام میرے آگے رکھ دیئے اور صرف ایک یا دو بادام لیکر چلے گئے۔

اب دیکھیں حضور کی تربیت کا طریق یہ تھا۔ اور یہی اطاعت کا جذبہ تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے زمانہ میں کھڑے ہوئے فتنے کے وقت حضور کی بیماری کی حالت میں بعض نے افواہ اڑائی کہ مرزا محمود احمد نعوذ باللہ خلافت کے مطیع نہیں بلکہ وہ خود خلیفہ بننا چاہتے ہیں۔ یہ بات خلیفۃ المسیح الاوّل کے کان میں پہنچی تو آپ نے اپنے دوران تقریر فرمایا...نہ مجھ کو کسی انجمن نے خلیفہ بنایا اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا ہوں اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا ہوں اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ کوئی مجھ سے اس خلافت کی ردا کو چھین لے ...مرزا صاحب کی اولاد دل سے میری فدائی ہے میں سچ کہتا ہوں جتنی فرمانبرداری میرا پیارا محمود، بشیر، شریف، نواب ناصر، نواب محمد علی خان کرتا ہے تم میں سے ایک بھی نظر نہیں آتا میں کسی لحاظ سے نہیں کہتا بلکہ میں ایک امر واقعہ کا اعلان کرتا ہوں۔ ان کو خدا کی رضا کیلئے محبت ہے۔ بی بی صاحبہ کے منہ سے بیسیوں مرتبہ میں نے سنا ہے کہ میں تو آپ کی لونڈی ہوں میاں محمود بالغ ہے اس سے پوچھ لو وہ سچا فرمانبردار ہے ایک معترض کہہ سکتا ہے کہ سچا فرمانبردار نہیں۔ مگر نہیں میں خوب جانتا ہوں کہ وہ سچا فرمانبردار ہے اور ایسا فرمانبردار کہ تم میں سے ایک بھی نہیں۔ (۲۸ رجون ۱۹۱۲ء)

ادنیٰ اشیاء کی قدردانی

قارئین! سیدنا محمود احمدؓ کی زندگی کا ایک چھوٹا سا واقعہ درج ہے جس کا تعلق حضور کی تربیت اولاد سے ہے۔ حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی بیان فرماتے ہیں:

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام لیٹے ہوئے تھے اور سید فضل شاہ صاحب مرحومؓ حضور کے پیر دبا رہے تھے کہ شاہ صاحب نے مجھ کو اشارہ کر کے کہا یہاں پر جیب میں کوئی سخت چیز پڑی ہے میں نے ہاتھ ڈال کر نکالی تو حضور کی آنکھ کھل گئی آدھے ٹوٹے ہوئے گھڑے کی ایک چپنی اور دو ایک ٹھیکرے تھے۔ میں پھینکنے لگا تو حضور نے فرمایا یہ میاں محمود نے کھیلتے کھیلتے میری جیب میں ڈال دیئے ہیں آپ پھینکیں نہیں میری جیب ہی میں ڈال دیں کیونکہ میاں نے ہمیں امین سمجھ کر اپنے کھیلنے کی چیز رکھی ہے وہ مانگیں گے تو ہم کہاں سے دیں گے۔

(اصحاب احمد جلد چہارم)

یہ ایک ایسا لطیف اور حسین واقعہ ہے جس نے آگے چل کر پدری محبت اپنے اندر پیدا کرلی۔ چنانچہ تاریخ میں لکھا ہے کہ قادیان میں وقار عمل ہو رہا تھا خود خلیفہ وقت مرزا محمود احمدؓ بھی وقار عمل میں حصہ لے رہے تھے اس وقت آپ نے دیکھا کہ کسی خادم سے مٹی لے جاتے ہوئے راستہ میں کچھ گر گئی تھی آپ نے اپنا رومال لیا اور بچھایا اور وہ مٹی اپنے رومال میں لیکر چلے اور فرمایا کہ فلاں شخص نے کتنی محنت سے اس مٹی کو کھودا ہوگا محنت کو ضائع نہیں ہونے دینا چاہئے۔

آپ کی تعلیم

قارئین! آپ نے دوسرے شہنشاہوں کی طرح بظاہر کوئی زیادہ علوم نہیں حاصل کئے۔ بلکہ بچپن میں بوجہ بیماری کے ابتدائی پڑھائی میں بھی پیچھے تھے۔ لیکن دوسری طرف خدا اپنے وعدہ کے مطابق اپنی طرف سے سکھا رہا تھا آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی تو امّی تھے مگر آج کون ہے جو آپ کے بتائے ہوئے علوم کا مقابلہ کر سکے یہی صفت آپ کی غلامی میں بھی پائی گئی ناظرہ قرآن آپ نے جلد ختم کیا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بحیثیت والد کے اور حضرت حکیم نور الدین بحیثیت اُستاد کے آپ کی پڑھائی کی کمزوری کو دیکھتے ہوئے بھی زیادہ پریشان عام والدین کی طرح نہیں تھے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ خدا جس کو چاہے سکھا دیتا ہے۔

چنانچہ حضور فرماتے ہیں ایک بار میر ناصر نواب رضی اللہ عنہ نے میرا اردو کا امتحان لیا میں اب بھی بدخط ہوں مگر اس زمانہ میں تو اتنا بدخط تھا کہ پڑھا ہی نہیں جاتا تھا مجھ سے بعض دفعہ اپنا لکھا ہوا بھی نہیں پڑھا جاتا تھا میر صاحب نے جب پرچہ دیکھا بڑے غصہ میں آئے حضور کے پاس پہنچ گئے میں بھی اتفاقاً وہیں بیٹھا ہوا تھا بہت ڈرا کہ کیا ہونے والا ہے خیر میر صاحب آگئے اور حضرت صاحب سے کہنے لگے کہ محمود کی تعلیم کی طرف آپ کو ذرا بھی توجہ نہیں ہے میں نے اس کا اردو کا امتحان لیا تھا آپ ذرا پرچہ تو دیکھیں اس کا اتنا برا خط ہے کہ کوئی بھی نہیں پڑھ سکتا پھر اسی جوش کی حالت میں آپ حضور سے کہنے لگے آپ بالکل پروا نہیں کرتے اور لڑکے کی عمر برباد ہو رہی ہے حضور نے میر صاحب کو جب اس جوش کی حالت میں دیکھا تو فرمایا بلاؤ حضرت مولوی صاحب کو جب آپ کو کوئی مشکل پیش آتی تو خلیفہ اول کو بلوا لیا کرتے تھے خلیفہ اوّل کو مجھ سے بڑی محبت تھی آپ تشریف لائے اور حسب معمول سر نیچا ڈال کر ایک طرف کھڑے ہوگئے حضور نے کہا مولوی صاحب میں نے آپ کو اس غرض کیلئے بلوایا ہے کہ میر صاحب کہتے ہیں کہ محمود کا لکھا ہوا پڑھا نہیں جاتا میرا جی چاہتا ہے کہ اس کا امتحان لے لیا جائے یہ کہتے ہوئے حضور نے قلم اٹھائی اور دو تین سطر میں ایک عبارت لکھ کر مجھے دی اور فرمایا اس کو نقل کرو بس یہ امتحان تھا جو حضرت مسیح موعودؑ نے لیا میں نے بڑی احتیاط سے اور سوچ سمجھ کر اس کو نقل کر دیا اول تو عبارت کوئی لمبی نہ تھی اور صرف نقل کرنا تھا تو آسانی کے ساتھ آہستہ آہستہ الف اور باء وغیرہ احتیاط سے ڈال کر حضور کو پیش کر دیا حضور نے دیکھا اور فرمانے لگے مجھے تو میر صاحب کی بات سے بڑی فکر پیدا ہوگئی تھی مگر اس کا خط تو میرے خط سے ملتا جلتا ہے۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ تو پہلے سے ہی میرے حق میں ادھار کھائے بیٹھے تھے فرمانے لگے حضرت میر صاحب کو یونہی جوش آگیا ہوگا ورنہ اس کا خط تو بڑا اچھا ہے۔

خیر بعد میں اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے علوم خاص عطا فرمایا بالخصوص قرآن مجید کی تفاسیر بیان کرنے کا چھوٹی عمر سے آپ کو شوق تھا۔ یہ شوق بڑھتا گیا اور بڑے بڑے علوم آپ کے ذریعہ حل کئے بڑے دلکش انداز میں آپ کئی گھنٹوں تک تقریر کرنے لگ گئے کہ جس کی اپنوں نے بھی اور غیروں نے بھی تعریفیں کی ہیں۔

سیدنا محمود احمدؓ کا بلند مقام

سیدنا حضرت المصلح الموعود سے متعلقہ پیشگوئی سے نہ صرف حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت ثابت ہوئی بلکہ اسلام اور بانی اسلام حضرت اقدس محمد مصطفیٰ

باقی صفحہ (19) پر ملاحظہ فرمائیں

عہدیداران و کارکنان اور احباب جماعت کیلئے انتہائی اہم اور بنیادی ھدایات

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۵؍دسمبر ۲۰۰۳ء کو فرمودہ خطبہ جمعہ میں بعض انتہائی اہم، بنیادی اور بھرپور توجہ طلب ہدایات فرمائی ہیں۔ جماعت کے عہدیداران اور کارکنان اس خطبہ کے خصوصی مخاطب ہیں۔ یہ خطبہ جمعہ جملہ احباب جماعت اور عہدیداران کو اچھی طرح سننا، پڑھنا اور سمجھنا چاہئے۔ یہ خطبہ جماعتی زندگی اور اس کے کماحقہٗ احترام و استحکام کیلئے نہایت ضروری دستاویز ہے۔ خطبہ کے اہم انتظامی نکات خلاصۃً پیش ہیں:-

۱- جماعت احمدیہ کا نظام بچپن سے لیکر مرنے تک ہر احمدی کو پیار و محبت کی لڑی میں پرو کر رکھتا ہے، انہیں ٹیم ورک کے تحت کام کرنے کی تربیت دی جاتی ہے اور یوں اپنے عہدیداروں کی اطاعت کا تصور پیدا کیا جاتا ہے۔

۲- اللہ تعالیٰ کے فضل سے نظام جماعت مضبوط بنیادوں پر قائم ہو چکا ہے اور خلیفہ وقت کی براہ راست اس پر نظر ہوتی ہے۔ اسلئے نئے شامل ہونے والے نومبائعین بھی بڑی جلدی اس نظام میں سموئے جاتے ہیں۔

۳- اپنی اناؤں اور خواہشات کو بکلّی ختم کر کے خدمت سرانجام دینے کی طرف توجہ کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔ احباب سے پیار محبت کے تعلق کو بڑھانے، انکی باتوں کو غور اور توجہ سے سمجھنے اور ان کیلئے دُعائیں کرنے کی عادت کو مزید بڑھانا چاہئے۔

۴- ہم کون ہوتے ہیں جو محبت اور پیار کے جذبات لوگوں کیلئے نہ دکھائیں اور امید رکھیں کہ لوگ ہماری ہر بات مانیں۔ ہمیں اپنے آقا کی اتباع میں بہت بڑھ کر عاجزی، انکساری، پیار اور محبت کے ساتھ لوگوں سے پیش آنا چاہئے۔

۵- اگر خلیفہ وقت کی طرف سے کسی معاملہ میں رپورٹ منگوائی جائے تو بغیر مکمل تحقیق کے یا کسی ذاتی عناد کی وجہ سے جو غلط رپورٹ دے دیتے ہیں وہ گنہگار ہیں۔ کسی شخص کے بارہ میں کوئی رائے قائم کرنے میں جلدی نہیں کرنی چاہئے۔

۶- شک کا فائدہ اُسے ملنا چاہئے جس پر الزام لگ رہا ہے۔ شاید اُسے احساس ہو جائے کہ باوجود جُرم کے مجھ سے صرفِ نظر کیا گیا ہے۔ اس طرح آئندہ اس کی اصلاح ہو جائے گی۔ امام کا معاف یا درگزر کرنے میں غلطی کرنا سزا دینے میں غلطی کرنے سے بہتر ہے۔

۷- تربیت کا شعبہ فعّال ہونے سے بہت سارے شعبے خود بخود فعال ہو جاتے ہیں اور جماعت کا عمومی روحانی معیار بھی بلند ہوگا۔ جب بھی کوئی حکم دو تو محبت اور پیار سے سمجھا کر دو۔ اس طرح نہ کہو کہ ہم یوں کہتے ہیں۔ ہر ایک کو ذہن میں یہ سوچ رکھنی چاہئے کہ جب بھی عہدیدار بنیں گے ایک خادم کے طور پر خدمت کرنے کیلئے بنیں گے۔

۸- امراء، صدران خلیفۂ وقت کے نمائندہ کے طور پر جماعتوں میں متعین کئے گئے ہیں۔ اس لحاظ سے ان کو ہر وقت اپنا جائزہ لیتے رہنا چاہئے۔

۹- امیر اپنی عاملہ کا احترام کریں، ان کی رائے کو وقعت دیں اور اس پر غور کریں۔ اگر کوئی ماتحت رائے دیتا ہے تو اس کو بھی قدر کی نگاہ سے دیکھیں۔ عہدیداران اور کارکنان کو انتہائی وسعتِ حوصلہ کا مظاہرہ کرنا چاہئے، برداشت بھی کرنی چاہئے۔ ہر شخص کی عزت نفس ہوتی ہے۔ اس کا خیال رکھ کر دلیل سے جواب دینا چاہئے۔

۱۰- اگر ایسے عہدیدار کا معاملہ جو دوسرے عہدیدار یا کارکنان کا احترام نہیں کرتا، میرے سامنے آیا تو قطع نظر اس کے کہ وہ کتنا سینئر ہے اس کے خلاف کارروائی ہوگی۔

۱۱- اسی طرح قاضی کو خالی الذہن ہو کر دُعا کے ساتھ معاملہ کو شروع کرنا چاہئے۔ کسی بھی فریق کو یہ احساس نہیں ہونا چاہئے کہ قاضی نے دوسرے فریق کی بات زیادہ توجہ سے سُن لی ہے۔

۱۲- مسلمانوں کے درمیان مصالحت کرانے کی کوشش کرنا اچھی بات ہے۔ ہاں ایسی صلح کی اجازت نہیں جو خلاف شریعت ہو۔

۱۳- امراء صدران یا کارکنان کا اصل کام یہ ہے کہ اپنے اندر اور دوسروں کے اندر نظام جماعت کا احترام پیدا کریں۔ جماعت کے تمام افراد کا بھی یہی کام ہے کہ اپنے اندر بھی اور اپنی نسلوں میں بھی جماعت کا اور نظام جماعت کا احترام پیدا کریں۔

۱۴- جماعت کے عام ممبران جتنے زیادہ مضبوط ہونگے۔ جتنا زیادہ نظام سے تعلق ہوگا، اطاعت ہوگی اور قربانی کا مادہ ہوگا اتنا ہی زیادہ نظام جماعت مضبوط ہوگا۔

۱۵- کارکنان کو چاہئے کہ تندہی سے کام کریں۔ یہ خواہش کہ ہمارا نام و نمود ہو، ایسا خیال ہے جو خراب کرتا ہے۔ اس خیال کے ماتحت بہت لوگ خراب ہو گئے ہیں، ہوتے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔

آخر پر حضور ایدہ اللہ نے خلاصہ کے طور پر چار نکات بیان فرمائے۔

(i) عہدیداران اطاعت کا اعلیٰ نمونہ دکھائیں اور اپنے سے بالا افسر یا عہدیدار کی مکمل اطاعت اور عزت کریں۔ نتیجۃً افراد جماعت یا کارکنان آپ کی مکمل اطاعت اور عزت کریں گے۔

(ii) عہدیدار لوگوں سے نرمی سے پیش آئیں، ان کے دل جیتیں اور ان کی خوشی غمی میں کام آئیں۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اُن کے دل میں تکبر پایا جاتا ہے۔

(iii) امراء، عہدیداران یا مرکزی کارکنان یہ دُعا کریں کہ ان کے ماتحت یا جن کا ان کو نگران بنایا گیا ہے شریف النفس ہوں۔ اطاعت کی روح ان میں ہو اور نظام جماعت کا احترام ان میں ہو۔ کبھی کسی سے کسی معاملہ میں امتیازی سلوک نہ کریں۔

(iv) احباب جماعت کا کام صرف اطاعت، اطاعت اور اطاعت ہے اور ساتھ دُعا کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی ذمہ داریاں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اصولی ہدایت: (الف) بعض لوگ بڑے ٹیڑھے ہوتے ہیں۔ مجھے علم ہے کہ امراء، عہدیداران یا نظام جماعت کے ناک میں دم کیا ہوتا ہے ایسے لوگوں نے۔ لیکن پھر بھی ان کی بدتمیزیوں کو جس حد تک برداشت کر سکتے ہیں کریں اور ان کی طرف سے پہنچنے والی تکلیف پر کسی قسم کا شکوہ نہ کریں۔ بدلہ لینے کا خیال بھی کبھی دل میں نہ آئے۔ ان کیلئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں۔ نظام جماعت کا استحکام اور حفاظت سب سے مقدم رکھنا چاہئے اور اس کیلئے ہمیشہ کوشش کرتے رہنا چاہئے۔

(ب) کبھی اپنے گرد جی حضور کرنے والے یا خوشامد کرنے والے لوگوں کو اکٹھا نہ ہونے دیں۔ جن عہدیداروں پر ایسے لوگوں کا قبضہ ہو جاتا ہے۔ پھر ایسے عہدیداروں سے انصاف کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

جملہ امراء و صدر صاحبان سے درخواست ہے کہ یہ ہدایات آپ جماعت کے ہر سطح کے ہر عہدیدار تک پہنچا دیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

(ناظر اعلیٰ قادیان)

بقیہ صفحہ (18)

صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر مہر درخشاں کی طرح یہ پیشگوئی چمک رہی ہے۔ بہت ہی حیرت انگیز حقائق اس سے ظاہر ہوئے ہیں۔ اگر کوئی عیسائی یہ دعویٰ کرے کہ مسیح مردے زندہ کیا کرتے تھے تو ہم کہتے ہیں کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے غلام کے غلام مرزا محمود احمدؓ کے بارہ میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ''وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں''۔ پھر اگر کوئی یہودی یہ کہے کہ حضرت موسیٰ ہی کلیم اللہ تھے تو ہم کہتے ہیں کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کے غلام کے غلام مرزا محمود احمدؓ کے بارہ میں اس خدائے قدیر نے فرمایا وہ کلمۃ اللہ ہے۔ پھر اگر مسیحی یہ کہے کہ حضرت عیسیٰؑ اور آپ کی والدہ مَس شیطان سے پاک تھے تو ہم بانگ دہل اعلان کریں گے کہ ہمارے آقا کے غلام کے تعلق سے خوش خبری ہے کہ وہ ہر رجس سے پاک ہوگا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

آج میں دعویٰ کے ساتھ یہ اعلان کرتا ہوں بلکہ آج سے ۳۰؍۳۵ سال سے میں یہ اعلان کر رہا ہوں کہ دنیا کا کوئی فلاسفر، دنیا کا کوئی پروفیسر دنیا کا کوئی ایم اے خواہ وہ ولایت کا پاس شدہ ہی کیوں نہ ہو اور وہ کسی علم کا جاننے والا ہو۔ خواہ وہ فلسفہ کا ماہر ہو، خواہ وہ دنیا کے کسی علم کا ماہر ہو میرے سامنے آکر قرآن کریم اور اسلام پر اعتراض کرے تو نہ صرف میں اس کے اعتراض کا جواب دے سکتا ہوں بلکہ خدا کے فضل سے اس کا ناطقہ بند کر سکتا ہوں۔ دنیا کا کوئی علم نہیں جس کے متعلق خدا نے مجھ کو معلومات نہ بخشی ہوں''۔ (الفضل ۱۹؍فروری ۱۹۵۹ء)

بقیہ صفحہ (11)

الصالحون کے ہاتھ میں رہنی ہے سو خدا تعالیٰ کے عبادی الصالحون محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لوگ لازماً اس ملک میں جائیں گے نہ امریکہ کے ایٹم بم کچھ کر سکتے ہیں نہ ایچ بم کچھ کر سکتے ہیں۔ نہ روس کی مدد کچھ کر سکتی ہے یہ خدا کی تقدیر ہے یہ تو ہو کر رہنی ہے چاہے دنیا کتنا زور لگا لے۔

اس کے علاوہ حضرت المصلح الموعودؓ نے مسلمانوں کی بہار اور کلکتہ میں فسادات کے موقعہ پر ہر طرح سے مدد فرمائی ڈاکٹر و معالج بھجوائے چندہ جمع کر کے ان کی خوراک و رہائش کا انتظام فرمایا۔ جہاں کہیں قدرتی آفات نازل ہوتیں عام بنی انسان اور مسلمانوں کی خاص طور پر بھرپور خدمت فرمائی (اس مختصر مضمون میں تفصیل بیان کرنے کی گنجائش نہیں)

آخر میں مولانا محمد علی جوہر کی رائے پر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں انہوں نے اپنے اخبار ہمدرد دہلی مورخہ ۲۶؍ستمبر ۱۹۲۷ء میں تحریر فرمایا:

''ناشکر گزاری ہوگی کہ جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب اور ان کی اس منظم جماعت کا ذکر ان سطور میں نہ کریں جنہوں نے اپنی تمام تر توجہات بلا اختلاف عقیدہ تمام مسلمانوں کی بہبودی کیلئے وقف کر دی ہیں یہ حضرات اس وقت تک اگر ایک جانب مسلمانوں کی سیاسیات میں دلچسپی لے رہے ہیں تو دوسری طرف مسلمانوں کی تنظیم و تجارت میں بھی انتہائی جدوجہد سے منہمک ہیں اور وہ وقت دور نہیں جبکہ اسلام کے اس منظم فرقہ کا طرز عمل سواد اعظم اسلام کیلئے بالعموم اور ان اشخاص کیلئے بالخصوص جو بسم اللہ کے گنبدوں میں بیٹھ کر خدمت اسلام کے بلند بانگ و درباطن ہیچ دعاوی کے خوگر ہیں، مشعل راہ ثابت ہوگا''۔

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

Editor
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel Fax . (0091) 01872-220757
Tel Fax : (0091) 01872-221702
Tel : (0091) 01872-220814

The Weekly BADR Qadian

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)
Vol - 53 Tuesday, 3/10 Feb. 2004 Issue No. 5.6

Subscription
Annual Rs/-200
Foreign
By Air : 20 Pound or 40 U.S$
: 40 euro
By Sea : 10 Pound or 20 U.S$

انٹرنیٹ کا غلط استعمال ایک معاشرتی برائی بن کر سامنے آ رہا ہے اس سے بچنے کی کوشش کریں۔

دلوں میں اللہ کی محبت پیدا کریں۔ سچ بولنے کی طرف توجہ دیں۔ عہدیداروں کا احترام کریں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ یوکے سے خطاب

(رپورٹ : طیبہ شہناز کریم)

(لندن) ۱۹؍اکتوبر ۲۰۰۳ء کو حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ یوکے کے موقع پر مستورات سے خطاب فرمایا۔ یہ اجتماع مسجد بیت الفتوح، لندن سے ملحقہ طاہر ہال میں منعقد ہوا۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۳۶ کی تلاوت کی اور فرمایا کہ اس آیت میں اُن خصوصیات کا ذکر ہے جو مسلمان اور مومن مردوں اور عورتوں میں ہونی چاہئیں۔ اگر یہ خصوصیات پیدا ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ خوشخبری دیتا ہے کہ نہ صرف مغفرت کا سلوک کریگا بلکہ عظیم اجر سے بھی نوازے گا۔ وہ باتیں یہ ہیں کہ فرمانبرداری کرنے والی بنو، سچ بولنے والی بنو، عاجزی اختیار کرنی والی بنو، صبر کرنے والی بنو، صدقہ کرنے والی بنو، روزہ دار بنو، آنکھ، کان، منہ اور شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والی بنو اور اللہ کا ذکر کرنے والی بنو، اگر یہ باتیں کسی معاشرہ میں اکثریت میں پیدا ہو جائیں تو بے مثال خوبصورت معاشرہ جنم لے گا۔

حضور نے فرمایا کہ مسلمان ہونے میں اور مضبوط ایمان دلوں میں قائم ہونے میں بڑا فرق ہے۔ بادیہ نشین، گاؤں، دیہاتوں کے لوگ ایمان لے آتے تھے لیکن قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صرف اتنا کہو کہ ہم مسلمان ہو چکے ہیں، ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ اگر تم اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرو تو اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ اللہ کا خوف اور خشیت ہر وقت تمہارے ذہن میں رہے۔ تقویٰ کی باریک سے باریک راہیں ہمیشہ تمہارے مد نظر ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اپنے بچوں کے دلوں میں بھی ایمان اس حد تک بھر دو کہ اُن کا اوڑھنا بچھونا صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی ذات ہو۔

حضور ایدہ اللہ نے اپنے خطاب میں بعض اخلاقی اور معاشرتی برائیوں کی طرف بھی توجہ دلائی۔ مثلاً ہمسایوں سے اچھا سلوک نہ رکھنا، آپس میں مل کر کسی کا مذاق اڑانا استہزاء کرنا، ہنسی ٹھٹھا کرنا، اپنے بچوں کو بہت پیار کرنا اور دوسروں کے بچوں کو پرے دکھانا وغیرہ۔ آپ نے فرمایا ان سب چیزوں کو چھوڑنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو حرزِ جاں بنانا ہوگا۔ وقت پر نماز کی ادائیگی، بڑوں کا ادب، چھوٹوں پر شفقت اپنے عہدے داروں کی بات کو سننا اور ماننا، نظامت جماعت کی پابندی، کامل اطاعت، فرمانبرداری، یہ سب کام خدا تعالیٰ کی خاطر کرو گی تو مومن کہلاؤ گی۔

حضور نے فرمایا کہ بعض اوقات دلوں میں پرانی رنجشوں کو جگہ دی جاتی ہے اور ضد میں آکر کسی عہدیدار، کسی سیکرٹری یا کسی صدر کی بات نہیں مانی جاتی تو یاد رہے کہ نظام جماعت کے ایک عہدیدار کی بات نہ مان کر آپ خدا اور اس کے رسول کے واضح حکم کی خلاف ورزی کر رہی ہوتی ہو۔ دعویٰ یہ ہے کہ انسانوں میں سب سے زیادہ محبت ہمیں آنحضرت ﷺ سے ہے تو محبت کے تقاضے اس طرح پورے نہیں ہوتے۔ محبت کرنے والے تو اپنے محبوب کی آنکھ کے اشارے کو بھی سمجھتے ہیں۔ مسجد میں کوئی عہدیدار صفیں سیدھی کرنے کو یا کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہونے کو کہتا ہے تو آپ اُس کی بات نہ مان کر اُس کو کچھ نقصان نہیں پہنچاتیں بلکہ اپنے درمیان شیطان کو جگہ دے رہی ہوتی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ یہ بات یہیں ختم نہیں ہوگی بلکہ تمہارے بچے تمہارا عمل دیکھیں گے وہ بھی ویسا ہی کرینگے اور کسی بھی اچھی بات کہنے والے کا احترام ان کے دلوں سے اُٹھ جائے گا۔ نظام جماعت کے کارکنوں اور عہدیداروں کی عزت ان کے دلوں سے ختم ہو جائی گی اور آپ کی اولادیں اسلام کی خوبصورت تعلیم سے بھی پرے ہٹنے والی ہو جائیں گی۔ نام کے احمدی رہیں گے لیکن خلافت اور نظام جماعت کا احترام کچھ نہیں رہے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اور آنحضرتؐ کی تعلیم کو سرسری نظر سے دیکھنے والے ہوں گے اور ایسے بچوں کے بگڑنے کی ذمہ دار خود مائیں ہوں گی۔

حضور نے فرمایا کہ یہاں سکولوں میں بچوں کو سوال کرنا سکھایا جاتا ہے۔ سوال کرنا اچھی بات ہے اگر بچے سوال کریں تو والدین سوالوں کے جواب دیں۔ بچوں سے دوستی کا ماحول پیدا کریں، بچوں کو احساس ہو کہ ہمارے والدین ہمارے ہمدرد اور دوست ہیں۔ آپ میں خود دین کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہونا چاہیے۔ بچوں کیلئے دعائیں کرنے والے ہوں، نظام کا احترام سکھانے والے ہوں۔ ایسے گھرانوں میں پلنے والے بچے جب شعور کی عمر کو پہنچیں گے اور ان کے دلوں میں مذہب کے متعلق سوال پیدا ہونے شروع ہوں گے تو قرآن و حدیث پڑھ کر، خلفاء کے خطبات سن کر، علماء سے پوچھ کر، کتابیں پڑھ کر وہ خود اپنے سوالوں کے جواب تلاش کر لینگے۔ والدین کا بچوں کے سامنے یہ کہنا کہ اب زمانہ بدل گیا ہے، بچے بڑوں کا احترام نہیں کرتے، یہ بچوں پر ایک الزام ہے۔ حضور نے فرمایا میری مراد سولہ سترہ سال کی عمر کے لڑکے لڑکیاں ہیں۔ ایسے بچوں کو جب سمجھایا گیا تو فائدہ ہی ہوا ہے۔

پھر حضور ایدہ اللہ نے سچ بولنے کی طرف خاص توجہ دلائی اور فرمایا کہ یہ ایک ایسی بنیادی چیز ہے کہ اگر یہ پیدا ہو جائے تو تمام بڑی بڑی برائیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ حضور نے وہ حدیث بیان فرمائی جس میں ایک عادی مجرم نے آنحضرت ﷺ کے حضور صرف جھوٹ چھوڑنے کا پختہ عہد کیا تھا۔ اور آخر ایک دن تمام برائیوں سے پاک صاف ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا کہ جھوٹ چھوڑ کر اس کی زندگی سدھر گئی تھی۔ سچ میں بڑی برکت ہے۔ سچ تمام برائیوں کو دور کر دیتا ہے۔ بعض اوقات جھوٹی وجوہات رنجشوں کا باعث بنتی ہیں۔ سچ کو سب سے زیادہ اہمیت دیں۔ سچی گواہی دیں، بچوں کو سچ بولنا سکھائیں۔ یہاں سکولوں میں سچ کی اہمیت بتائی جاتی ہے لیکن بچہ جب گھر آتا ہے تو ایسے والدین جن کو خود سچ بولنے کی عادت نہیں ہوتی وہ غیر ارادی طور پر بچوں کو جھوٹ سکھا دیتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ ایسے لوگوں کی تعداد بے شک تھوڑی ہی ہو لیکن ہمیں یہ تھوڑی تعداد بھی برداشت نہیں۔

پھر حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ صبر کرنے والی بنو، تمہارے اندر وسعت حوصلہ ہونا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ ذرا سی بات سن کر صبر کا دامن ہاتھ سے جاتا رہے اور فون پر ہی لڑائیاں شروع ہو جائیں۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت شمار ہو چکی ہیں آپ کے اخلاقی معیار بہت بلند ہونے چاہئیں۔ جانی، مالی یا کسی قسم کے نقصان پر رونا دھونا اور پیٹنا منع ہے۔ اللہ تعالیٰ خوشخبری دیتا ہے کہ صبر کرنے والوں کیلئے بڑا اجر ہے۔ پھر حضور نے عاجزی کی طرف توجہ دلائی کہ کہنے کو زبانی کہہ دیتی ہیں کہ میں بڑی عاجز ہوں لیکن غرور اور تکبر کا اس وقت پتہ چلتا ہے جب اپنے سے کمتر کسی عورت سے باتیں کر رہی ہوں۔ اس وقت عاجزی نہیں رعونت اور تکبر کا اظہار ہو رہا ہوتا ہے۔ احمدی معاشرہ ان باتوں سے بالکل پاک صاف ہونا چاہئے۔ جتنا بڑا مقام ملے اتنا ہی نیچے جھکتے چلے جاؤ پھر خدا تمہیں اونچا کرتا چلا جائے گا۔ جس کے سلسلۂ بیعت میں ہم شامل ہیں، اُسے تو خدا نے خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ تیری عاجزانہ راہیں پسند آئیں۔ پس میں ہر احمدی کو عمومی طور پر اور عہدیداران کو خصوصی طور پر کہتا ہوں کہ عاجزی دکھائیں اور عاجزی کو اپنے ممبران کے اندر (خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں) پیدا کرنے کی خاص مہم چلائیں۔ اس خوبصورت خُلق کی طرف خاص توجہ دیں اور نئے عزم کے ساتھ توجہ دیں۔ عاجزی دکھا کر لوگوں سے دعائیں لیں اور اللہ کی طرف سے مغفرت اور اجر عظیم کی بھی ضمانت لیں۔ دیکھیں خدا اپنے بندوں کی بخشش کے سامان کرتا ہے۔

پھر فرمایا کہ روزہ رکھنے والیاں بھی اللہ کے بہت قریب ہیں۔ روزہ رکھنا ثواب ہے لیکن جب پورے لوازمات کا خیال رکھا جائے۔ رمضان کا مجاہدہ اور اس کے اثرات پورے سال پر محیط ہونے چاہئیں۔ راتیں عبادت میں زندہ رہیں۔ قرآن پڑھنے، سمجھنے اور عمل کرنے کی طرف خاص توجہ ہونی چاہئے۔ پاک خیالات اور پاک زبان کا ہر وقت لحاظ ہونا چاہئے۔ یہ نہیں کہ آج روزہ ہے اس لئے کسی سے لڑنا نہیں، چغلی نہیں کھانی، غیبت نہیں کرنی، کسی کو نقصان نہیں پہنچانا، کسی کے مال پر قبضہ نہیں کرنا، دو دلوں میں پھوٹ نہیں ڈالنی، لیکن اچھا جب روزے ختم ہوں گے پھر میں بدلہ لوں گی۔

حضور نے فرمایا کہ رمضان شروع ہونے والا ہے۔ عہد کریں کہ ہم میں سے ہر ایک نے اپنی ایک یا دو برائیاں دور کرنی ہیں۔ کوئی اس وہم میں نہ رہے کہ اس میں کوئی برائی نہیں۔ اگر کوئی اس وہم میں ہے تو اُسے بہت زیادہ استغفار کی ضرورت ہے۔

پھر حضور نے فرمایا کہ شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والیاں بنو۔ اس سے مراد آنکھ، کان اور منہ وغیرہ بھی ہیں۔ کانوں سے بری باتیں نہ سنو، منہ سے بری بات نہ کرو۔ آنکھوں سے غلط قسم کے نظارے نہ دیکھو۔ سوز فلمیں بھی اس زمرے میں آتی ہیں۔

باقی صفحہ (13) پر ملاحظہ فرمائیں